مکمل
مجرباتِ سیوطی
اردو ترجمہ
کتاب الرحمۃ فی الطب والحکمۃ

مصنفہ حضرت مولٰنا جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ الحمد للہ کہ یہ کتاب گنجینہ اسرار سلیس بامحاورہ اردو میں چھپکر تیار ہو گئی ہے یہ وہ کتاب ہے کہ جس کے فاضل مصنف کے نام نامی سے دنیا بھر کے اطبا آگاہ ہیں اور بلا مبالغہ جالینوس الزمان و لقمان دوراں کہہ سکتے ہیں اسمیں سر سے لیکر پاؤں تک ہر ایک حص کی تشخیص اور علاج مذکور ہے اور مرض کے ازالہ کیلئے مصنف نے صرف دوا سے ہی کام لیا ہے بلکہ ادعیہ سے بھی اور یہ خوبی طب کی دوسری کتابوں میں شاذ و نادر ہی پائی جاتی ہے قریباً تمام دواؤں اور سوحات کی خاصیت اور ہر قسم کے جانوروں کے خون وہ کی تاثیر با وضاحت بیان کی ہے اور ہر ایک بیماری کیلئے خواہ مردوں کے متعلق ہو یا عورتوں کے کئی کئی عجیب و غریب سہل الحصول کم قیمت اور مجرب نسخے درج ہیں کہ مصنف کی تجربہ کاری حذاقت علمی لیاقت اور حکمت میں پوری پوری مہارت کے دال ہیں علاوہ ازیں تمام جانوروں کی مختلف بیماریوں کی تشخیص اور علاج بھی لکھے گئے ہیں حتی کہ درختوں اور کھیتوں وغیرہ کو بھی جو جو بیماریاں ہو جاتی ہیں انکا ذکر اور انکے بچاؤ کی تدابیر کا بیان بھی لکھا گیا ہے اور ہر صنعت و حرفت کے بارہ میں بھی بہت کچھ لکھا گیا ہے جنکی فی زمانہ نہایت ضرورت محسوس ہوتی ہے غرضیکہ یہی ایک کتاب ہے جسمیں بنی نوع انسان کی تمام امراض اور حیوانات کی کماحقہ ریاضت و علاج درج ہیں قیمت عہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیباچہ

الحمد للہ و سلام علی عبادہ الذین اصطفی

سلسلۂ مشاہیر اسلام کا یہ چوتھا نمبر ہے۔ قبل ازیں سیرۃ نبوی۔ سیرۃ صدیقؓ سیرۃ فاروقؓ تین نمبر شایع ہو چکے ہیں۔ اور خدا کے فضل سے پبلک نے انہیں بہ نگاہِ عزت دیکھا ہے جس سے مصنف کی حوصلہ افزائی ہوئی۔ اور یہ چوتھا نمبر یعنے سوانح عمری حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ پبلک کے سامنے پیش ہوتا ہے۔ خدا اسے بھی ویسا ہی قبول تام بخشے۔ آمین ثم آمین!

حالات کتب تاریخی سے تنقیدی نظر سے انتخاب کئے گئے ہیں۔ اور زبان نہایت سادہ اور عام فہم ہے۔ ناظرین باتمکین سے امید ہے کہ اگر اس سے فائدہ اٹھائیں۔ تو مؤلف کو دعائے خیر سے یاد فرمائیں +

نوٹ: اس کا حق تالیف ملک غلام محمد کو ہبہ کر دیا گیا ہے اُنکی تحریر اجازت کے بغیر کوئی صاحب طبع نہ فرماویں۔

فقیر محمد بشیر صدیقی علی پوری مولوی فاضل

مدیر مکتب الترجمہ کشمیری بازار

لاہور

جنوری سنہ ۱۹۲۱ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ابتدائی حالات

نام ونسب اور خاندانی وجاہت

نام نامی آپ کا عثمان بن عفان اور لقب ذو النورین ہے
زمانۂ جاہلیت میں کنیت ابوعمرو تھی۔ مگر جب مشرف باسلام ہوئے۔ اور آنحضرت صلے اللہ
علیہ وسلم کی صاحبزادی حضرت رقیہ سے نکاح ہوا۔ اور ان کے بطن سے عبداللہ بن
عثمان پیدا ہوئے تو آپ نے ابوعبداللہ کنیت اختیار فرمائی۔ قریش میں آپ عالی نسب ہیں یعنی
ماں باپ دونوں طرف سے قریشی ہیں۔ والد کی طرف سے آپ کا نسب نامہ اس طرح ہے:
عثمان بن عفان بن ابوالعاص بن امیہ بن عبدشمس بن عبدمناف بن قصی۔ یعنی آپ
چوتھی پشت میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے جاملتے ہیں۔ اور رشتہ میں آنحضرت صلے اللہ
علیہ وسلم کے بھتیجا ہوتے ہیں*

اور آپ کی والدہ کا نام اروی بنت کریز ہے۔ اور ان کا نسب اس طرح ہے:
اروی بنت کریز بن ربیعہ بن حبیب بن عبدشمس بن عبدمناف۔ یعنی والدہ کی طرف سے
آپ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے دوسری پشت میں جاملتے ہیں۔ اور رشتہ میں بھانجا
ہوتے ہیں*

آپ قریش میں منجملہ نامی قبیلوں کے بنی امیہ کی طرف منسوب ہیں اور اموی کہلاتے
ہیں۔

پیدائش

آپ کے سنہ ولادت میں مورخین کا اختلاف ہے۔ قول معتبر یہ ہے کہ
آپ کی پیدائش عام الفیل کے چھٹے برس مکہ میں ہوئی۔ یعنی آپ رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم سے چھ برس چھوٹے تھے۔ کیونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ولادت با
سعادت عام الفیل میں ہوئی ہے۔ آپ کے سن رشد اور تعلیم وتربیت کے حالات بالکل نا
معلوم ہیں۔ مگر یہ مسلمہ بات ہے کہ آپ ایک لائق اور خواندہ شخص تھے۔ چنانچہ آنحضرت صلے اللہ
علیہ وسلم کا آپ کو اپنا منشی مقرر فرمانا اس امر کا شاہد بیّن ہے*

کسب وکسب

حضرت عثمانؓ ایک خوش گذران بلکہ امیر تاجر تھے۔ بزازی کا کام کیا کرتے
[illegible]

اور بھی دوبالا کر دیا تھا۔ صحابہ میں سے کوئی بھی آپ سے بڑھکر دولتمند نہ تھا۔ لکھوکھا روپے
نقد موجود تھے۔ اور کئی غلام و خدمتگار تھے۔ اور املاک جائداد بھی وافر تھی۔ جس کے باعث
قوم میں آپ کا ایک خاص اعزاز تھا +

قبولِ اسلام ابتدائے سن شعور سے اللہ تعالےٰ نے آپ کو خصائلِ حمیدہ اور صفاتِ
پسندیدہ عطا فرمائے تھے۔ اسلام کی محبت فطری تھی۔ جاہلانہ صحبت سے نفرت تھی۔ شراب
کے پاس بھی نہ پھٹکتے تھے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ابتدائے زمانہ بعثت میں حضرت
عثمان اور طلحہ بغرض تجارت ملک شام کو گئے ہوئے تھے۔ جب وہاں سے مکہ معظمہ
میں واپس آئے تو حضرت صدیق اکبرؓ ان دونوں صاحبوں کو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم
کی خدمت بابرکت میں لے گئے۔ آنجناب نے دونوں صاحبوں کو چند آیاتِ قرآن مجید سنائیں
اور دین اسلام کی خوبیاں بیان فرمائیں چونکہ طبیعت میں صلاح تھی۔ اور توفیق ازلی رفیق
راہ دونوں صاحب مشرف باسلام ہوئے +

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اسی جلسہ میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ جب میں سفر
شام سے واپس ہوا ہوں تو اثنائے راہ میں ایک شب خواب میں دیکھا کہ ہاتفِ غیبی آواز
بلند یہ منادی کر رہا ہے کہ اے خوابِ غفلت میں بدمست سونے والو۔ اٹھو۔ سنبھلو۔ ہوش میں
آؤ۔ کہ رسولِ خدا محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے صلائے عام دی ہے۔ اور سب کو اسلام کی طرف
بلا رہے ہیں۔ اور ہر طرف سے جوق جوق مشرف باسلام ہو رہے ہیں، جب ہم نے مکہ
میں پہنچکر سنا کہ آپ خلقِ خدا کو اسلام کی جانب بلاتے ہیں تو میں نے اپنا خواب آپ کے
دعوے کی حقیت کی دلیل جانا۔ اور اسلام اختیار کیا +

آپ کے اسلام کی خبر جب آپ کے چچا حکم بن عاص کو پہنچی۔ تو نہایت خفا ہوا۔ آپ
کو بلا کر بہت ڈرایا دھمکایا۔ مگر سب بے سود تھا۔ آخر مجبوراً آپ کو قید کر دیا۔ اور ہر طرح
سے اذیت اور ایذا رسانی کی کوشش کی۔ اور کہا کہ چونکہ تم نے اپنے آباؤ اجداد کا دین
چھوڑ دیا ہے اسلئے میں تمہیں نہ چھوڑونگا تا وقتیکہ تم نئے دین سے نہ پھر جاؤ حضرت
عثمانؓ نے قسم کھا کر کہا کہ میں یہ دین ہرگز نہ چھوڑونگا۔ حکم نے آپ کا یہہ استقلال دیکھ
کر آپ کو چھوڑ دیا۔ اس کے بعد حضرت عثمانؓ بلاناغہ خدمتِ نبوی میں حاضر ہوتے
رہے۔ اور آپ کی صحبت سے تمام کمالات ظاہری و باطنی حاصل کئے +

ہجرت آپ نے دو ہجرتیں کی ہیں۔ ایک حبشہ کی طرف۔ اور دوسری مدینہ کی جانب۔
چنانچہ حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ سب سے پہلے جس نے حبشہ کی طرف مع اپنے اہل و عیال

کے ہجرت کی۔ وہ حضرت عثمانؓ تھے۔ جب آپ حبشہ کی طرف روانہ ہوئے تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلّم نے دعاء فرمائی کہ "اے اللہ تو عثمانؓ کے ساتھ ہو"۔ حضرت لوط علیہ السّلام کے بعد سب سے پہلے انہوں نے ہی راہ خدا میں ہجرت کی ہے:۔

مدینہ میں جب آپ ہجرت کر گئے تو آنحضرت صلّے اللہ علیہ وسلّم نے مہاجرین والنصار میں جو برادری قائم کی اُس میں حضرت عثمانؓ کو اوس بن ثابت انصاری کا بھائی بنایا +

ہجرت سے خلافت تک کے واقعات

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کے عہد مبارک میں جتنے غزوات ہوئے ہیں ان سب میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ برابر شریک رہے ہیں چونکہ ہم نے ان سب کو سیرۃ نبوی میں بالتفصیل لکھا ہے۔ جن میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے کارناموں کا بھی ضمناً ذکر آ گیا ہے۔ اس لئے یہاں مکرر لکھنے کی ضرورت نہیں۔ اب یہاں صرف ہم ان واقعات کو باختصار لکھیں گے جن میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا خاص تعلّق ہے +

جنگِ بدر اس جنگ میں حضرتِ عثمان رضی اللہ عنہ شریک نہیں ہو سکے۔ کیونکہ اسوقت آپ کی زوجہ محترمہ حضرت رقیہؓ بنت رسول اللہ صلّے اللہ علیہ وسلم سخت بیمار تھیں۔ اور آنحضرت صلّے اللہ علیہ وسلّم نے آپ کو اُن کی تیمارداری کے لئے مدینہ ہی میں رہنے کا ارشاد فرمایا۔ اور اسی لئے حضور علیہ الصّلوٰۃ والسلام نے آپ کو اہلِ بدر سے شمار کیا۔ اور وہاں کی غنیمت سے حصّہ دیا چنانچہ صحیح مُسلم و دیگر کتب حدیث میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ کہ حضرت عثمانؓ اہل بدر میں داخل ہیں جن کی نسبت آنحضرت صلّے اللہ علیہ وسلّم نے بہشت کی بشارت دی ہے +

جنگِ احد اس جنگ میں آپ آنحضرت صلّے اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ برابر شریک رہے ہیں۔ مگر اس امر میں اختلاف ہے کہ آیا اخیر وقت تک آنحضرت صلّے اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ ثابت قدم رہے ہیں یا نہیں۔ تاریخ طبری میں مذکور ہے کہ حضرت عثمان بن عفان اور عقبہ بن عثمان اور سعد بن عثمان تینوں شخص بھاگ کر وہ جلعث پر جو مدینہ کے پاس ایک پہاڑ ہے جا کھڑے ہوئے تھے۔ مگر جب خبر ملی کہ رسول اللہ صلّے اللہ علیہ وسلّم صحیح و سالم ہیں۔ تو پھر خدمت اقدس میں حاضر ہو گئے تھے۔

شاہ ولی اللہ صاحب قرۃ العینین فی تفضیل الشیخین میں رقم فرماتے ہیں "اما در احد پس خدا تعالیٰ آیت فرستاد ولقد عفا عنکم پس تخلف بگمان بد نگشت" یعنی اگرچہ حضرت عثمانؓ

رضی اللہ عنہ جنگِ احد میں فرار کر گئے تھے۔ مگر آیت وَلَقَدْ عَفَا عَنْكُمْ سے وہ معاف ہو گیا

واقعہ حدیبیہ ۶ سنہ ہجری میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کے ساتھ خانہ کعبہ کی زیارت کا قصد کیا۔ جب مکہ معظمہ دو منزل رہ گیا تو مکہ سے بشیر بن سفیان نے آکر یہ خبر دی کہ تمام قریش نے عہد کر لیا ہے کہ مسلمانوں کو مکہ میں قدم نہ رکھنے دینگے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ بات سنکر چاہا کہ اکابر صحابہ میں سے کسی کو سفارت کے طور پر بھیجیں کہ ہم کو لڑنا مقصود نہیں۔ چنانچہ حضرت عمرؓ کو اس خدمت پر مامور کرنا چاہا۔ مگر انھوں نے عرض کی کہ قریش کو مجھ سے سخت عداوت ہے۔ اور میرے خاندان میں وہاں کوئی شخص میرا حامی موجود نہیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عزیز و اقارب وہیں ہیں۔ اسلئے ان کو بھیجنا مناسب ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اس رائے کو پسند فرمایا۔ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو سفیر بنا کر مکہ میں بھیجا۔ قریش نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو روک رکھا۔ اور جب کئی دن گذر گئے تو یہ مشہور ہو گیا کہ وہ شہید کر دیئے گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سنکر صحابہ سے جو تعداد میں چودہ سو تھے جہاد پر بیعت لی۔ اور چونکہ یہ بیعت ایک درخت کے نیچے لی گئی تھی اسلئے یہ واقعہ بیعت الشجرۃ کے نام سے مشہور ہوا۔ چونکہ اس بیعت میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شامل نہیں تھے اسلئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عثمان رضی اللہ عنہ خدا اور رسول کے کام کو گئے ہوئے ہیں۔ اسلئے یہ میرا ہاتھ ہے اور یہ ہاتھ اُن کا۔ یعنی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے ایک ہاتھ کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا ہاتھ فرض کر کے اپنا دوسرا ہاتھ اسپر رکھکر ان کی طرف سے بھی بیعت کر لی +

غزوہ ذات الرقاع یہ غزوہ محرم ۵ سنہ ہجری میں ہوا۔ اس میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اپنا خلیفہ مقرر فرما گئے تھے:

غزوہ تبوک ۹ سنہ ہجری میں جب یہ خبر مشہور ہوئی کہ قیصر روم عرب پر حملے کی تیاریاں کر رہا ہے۔ تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ خبر سنکر صحابہ کو جہاد کے لئے تیار ہونیکا حکم دیا۔ اور چونکہ یہ نہایت تنگی کا زمانہ تھا اسلئے لوگوں کو زر و مال سے اعانت کی ترغیب دلائی۔ چنانچہ اکثر صحابہ نے بڑی بڑی رقمیں پیش کیں۔ علامہ طبری لکھتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس موقعہ پر اسقدر مال آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لاحاضر کیا کہ اس سے زیادہ کسی کا مال نہ تھا۔ ابو الفدا لکھتے ہیں کہ تین ۳ سو اونٹ اناج کے اور ایک ہزار دینار نقد تھا۔ اسپر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہایت خوش ہوئے اور

فرمایا۔ کہ آج کے بعد جو کچھ عثمان رضی اللہ عنہ کریں انہیں کچھ ضرر نہیں پہنچائیگا +

مناقب

آپ کے محامد اور اوصاف بیشمار ہیں۔ آیات قرآنی و احادیث نبوی آپ کے فضائل میں بکثرت وارد ہیں۔ علاوہ ان آیات کے جو بالعموم حضرات صحابہ کبار کی فضیلت پر صراحتہً یا کنایتہً دال ہیں۔ وہ آیات جن سے مفسرین فضائل حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ثابت کرتے ہیں۔ اور ان سے اس مدعا پر دلیل لاتے ہیں۔ مذکور ہوتی ہیں:۔

آیات جو آپ کی فضیلت میں وارد ہیں اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَھُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ ثُمَّ لَا یُتْبِعُوْنَ مَآ اَنْفَقُوْا مَنًّا وَّلَآ اَذًی لَّھُمْ اَجْرُھُمْ عِنْدَ رَبِّھِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ ۝ ترجمہ جو لوگ اپنے مالوں کو راہ خدا میں خرچ کرتے ہیں۔ اور پھر مال دینے کے بعد فقراء و مساکین پر احسان نہیں رکھتے۔ اور نہ ہی کسی کو تکلیف پہنچاتے ہیں۔ ان لوگوں کا اجر خدا کے ہاں ہی ہے۔ اور قیامت کے دن انہیں کچھ خوف نہ ہوگا۔ اور نہ ہی وہ غمگین ہونگے +

بعض مفسرین کا قول ہے کہ یہ آیت جناب عثمان رضی اللہ عنہ کی شان میں ہے۔ بے شک خدا نے آپ کو مال دنیوی بکثرت دیا۔ اور آپ نے خدا اور اس کے رسول کی خوشی اور رضاء میں خرچ کر ڈالا +

وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ (باہم حق بات کی وصیت کرتے ہیں) آپ کے شان میں ہی نازل ہوئی +

اِنَّ الَّذِیْنَ سَبَقَتْ لَھُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰٓی اُولٰٓئِکَ عَنْھَا مُبْعَدُوْنَ ترجمہ جن لوگوں پر ہماری مہربانی سبقت کر چکی یہ لوگ اس آتش دوزخ سے دور رہینگے بعض مفسرین لکھتے ہیں۔ کہ آیت حضرت عثمان رضی اللہ اور حضرت علی رضی اللہ کے بارہ میں نازل ہوئی ہے:۔

اَمَّنْ ھُوَ قَانِتٌ اٰنَآءَ الَّیْلِ وَاٰنَآءَ النَّھَارِ وَقَآئِمًا یَّحْذَرُ الْاٰخِرَۃَ وَیَرْجُوْا رَحْمَۃَ رَبِّہٖ ترجمہ کیا جو شخص اپنے پروردگار کا فرمانبردار ہے۔ راتوں کو سجدہ کر کے صبح کرنے والا شب بیدار روز آخرت سے ڈرنے والا۔ اور اپنے پروردگار کی رحمت کاملہ کا امیدوار ہے +

ابن عمرو و دیگر مفسرین متفق ہیں کہ یہ آیت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شان میں

ہی نازل ہوئی ہے +

احادیث جو آپ کی فضیلت میں وارد ہیں

صحیحین میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہونیکی اجازت چاہی تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اپنے کپڑے سمیت بیٹھے۔ اور اور فرمایا کہ میں ایسے شخص سے کیوں حیا نہ کروں جس سے کہ فرشتے بھی حیا و شرم کرتے ہیں +

بروایت ابن عمرؓ منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت میں بڑے حیا والے عثمان بن عفان ہیں۔

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عثمان رضی اللہ عنہ ہمارے باپ ابراہیم علیہ السلام سے مشابہ ہیں +

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عثمان رضؓ کا مقام جنت میں ہوگا +

ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر نبی کا کوئی دوست ہوتا ہے۔ میرا دوست عثمان رضؓ ہے +

ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے اصحاب میں سے سب سے زیادہ عثمان رضؓ مجھ سے مشابہ ہیں +

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ خدا تمہیں ایک قمیص (یعنی خلافت) عطا کریگا۔ جب منافق اسے اتار دینے کو کہیں تو نہ اتارنا۔ حتی کہ مجھ سے آملو۔ اسی لئے جب آپ محصور ہوئے تو فرمایا کہ مجھ سے رسول اللہ نے عہد لیا ہے۔ میں اس پر کاربند ہوں +

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے خود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے فرما رہے تھے۔ کہ اگر میری چالیس بیٹیاں بھی ہوتیں۔ تو میں سب کا یکے بعد دیگرے تم سے نکاح کر دیتا ہے +

زید بن ثابت کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ کہ ایک روز عثمانؓ میرے پاس سے گذرے۔ تو ایک فرشتہ نے مجھ سے کہا کہ مجھے ان سے شرم آتی ہے۔ کیونکہ قوم ان کو قتل کردیگی +

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جس طرح عثمانؓ خدا اور اس کے رسول

سے حیا کرتے ہیں۔ اسی طرح فرشتے بھی اُن سے حیا کرتے ہیں +

حضرت حسنؓ سے آپ کی حیا کا ذکر آیا۔ تو آپ نے فرمایا کہ اگر کبھی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نہانا چاہتے تو دروازہ بند کر کے بھی کپڑے اتارنے میں اسقدر شرماتے تھے کہ پشت سیدھی نہ کر سکتے تھے +

ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلّم نے فتنوں کا ذکر کیا اور فرمایا کہ ایک فتنہ میں یہ (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ کر کے) مظلوم قتل ہونگے +

مرہ بن کعب کہتے ہیں کہ میں نے رسُول مقبول صلے اللہ علیہ وسلّم کو دیکھا کہ آپ فتنوں کا ذکر فرما رہے ہیں کہ اتنے میں ایک شخص سر پر کپڑا اڈالے ہوئے وہاں سے گذرا آپ نے اُس کی طرف اشارہ کر کے فرمایا یہ اُس روز ہدایت پر ہوگا "۔ میں نے اس شخص کو جا کر دیکھا تو وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تھے میں نے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم سے پوچھا کہ یہ ہدایت پر ہونگے ؟ آپ نے فرمایا۔ ہاں +

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسُول خدا صلے اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ خداوند تعالیٰ کی تلوار نیام میں بند ہے۔ جب تک کہ عثمان رضی اللہ عنہ زندہ ہیں۔ مگر جب حضرت عثمانؓ شہید ہونگے تو وہ تلوار نیام سے باہر نکل آویگی۔ اور پھر تا قیامت نیام میں نہ ہوگی۔ یعنی ان کے واقعہ شہادت کے بعد ہمیشہ کشت و خون ہوتا رہیگا +

عہد خلافت کے واقعات

بیعت ہم سیرۃ الفاروق میں لکھ آئے ہیں کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنی حیاتِ مستعار سے مایوس ہوئے تو آپ نے چھ شخصوں یعنے عثمانؓ علیؓ زبیرؓ طلحہؓ سعد و وقاص اور عبد الرحمٰن بن عوف کو منتخب کیا۔ اور فرمایا کہ ان چھ شخصوں میں جس کی نسبت کثرت رائے ہو اُسے خلیفہ بنایا جاوے۔ اور تین چار روز سے زیادہ اس بحث میں نہ گذریں +

آپ کی وفات کے بعد تین روز تک برابر اس معاملہ میں بحث و جھگڑا ہوتا رہا۔ آخر تیسرے روز عبد الرحمٰن بن عوف نے حمد و ثنا کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مخاطب ہو کر کہا کہ میں دیکھتا ہوں کہ تمام لوگ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف مائل ہوئے جاتے [illegible] حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا ہاتھ

پکڑ کر کہا کہ میں آپ سے سنّت رسول اللہ اور آپ کے دونو خلیفوں کے طریقہ پر بیعت کرتا ہوں۔ ان کے بعد مہاجرین وانصار نے بیعت کرلی +

عبد الرحمن بن عوف کہتے ہیں کہ میں نے بیعت سے پہلے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو علیحدہ لیجا کر پوچھا کہ اگر میں آپ سے بیعت نہ کروں۔ تو آپ مجھے کس سے بیعت کرنے کی رائے دیتے ہیں۔ آپ نے کہا حضرت علی رضی اللہ عنہ سے۔ پھر میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی یہی سوال کیا۔ تو انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا نام لیا۔ پھر میں نے زبیرؓ سے پوچھا۔ تو انہوں نے کہا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے۔ پھر سعدؓ کو بلا کر ان سے بھی یہی سوال کیا۔ تو انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا نام لیا۔ اس کے بعد پھر اوراعیانِ امت سے پوچھا۔ تو ان کی کثرتِ رائے بھی عثمان رضی اللہ عنہ کے حق میں ہی تھی۔ اسلئے میں نے ان سے بیعت کرلی +

تاریخ بیعت میں اختلاف ہے۔ بعض یکم محرم سنہ ۲۴ ہجری تبلاتے ہیں۔ اور بعض ۳ محرم سنہ ۲۴ ہجری اور بعض ۴ محرم سنہ ۲۴ ہجری کہتے ہیں +

واقعہ قتل ہرمزان ہرمزان فارس کا ایک نامی سردار تھا۔ جو جنگِ اہواز میں قید ہو کر مدینہ منورہ میں آیا۔ اور مشرف باسلام ہو کر وہیں رہنے لگا تھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بیٹے عبید اللہ رضؓ نے اسے قتل کر دیا تھا۔ اور اس کا باعث یہ ہوا کہ حضرت عمرؓ کے زخمی ہونے کے دوسرے دن بعد عبد الرحمن بن ابی بکرؓ نے عبید اللہ بن عمر سے بیان کیا کہ ابولولو ہرمزان اور جفینہ کو میں نے ایک جلسہ میں بیٹھا ہوا دیکھا ہے۔ کہ آپس میں کچھ مشورہ کر رہے تھے۔ اور ابولولو، کے ہاتھ میں خنجر تھا مجھے دیکھتے ہی یہ تینوں متفرق ہوگئے اور خنجر اس کے ہاتھ سے گر پڑا۔ عبید اللہ بن عمرؓ کے دل میں اس واقعہ سے خصومت پیدا ہوگئی۔ اور موقعہ کے منتظر رہے۔ ایک روز موقعہ پاکر ہرمزاں۔ جفینہ اور ابولولوء کی بیٹی کو قتل کیا۔ اتنے میں سعد بن ابی وقاص آگئے۔ انہوں نے دوڑ کر عبید اللہؓ کو گرفتار کرلیا۔ اور تلوار چھین کر اپنے گھر میں قید کر رکھا +

بیعت کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے سامنے یہ مقدمہ پیش ہوا۔ حضرت سعد بن ابی وقاص۔ حضرت عبید اللہ بن عمرؓ کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں لائے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مہاجرین وانصار سے اس معاملہ میں مشورہ کیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے قصاص میں قتل کرنے کی رائے دی۔ مگر حضرت عمرو بن العاص نے کہا کہ ایسا ہرگز نہ ہوگا۔ کل اس کے والد مارے گئے۔ اور آج ان کا لڑکا قتل کیا جائے

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں ان کا ولی ہوں۔ اس کا خونبہا اپنے پاس سے ادا کرتا ہوں۔ یہہ فرماکر اپنے مال سے خونبہا ادا کر دیا۔ پھر منبر پر چڑھکر ایک پر اثر تقریر کی +

فتوحات حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں جو فتوحات ہوئیں۔ وہ دو قسم کی ہیں۔ ایک تو وہ کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مفتوحہ ممالک میں ان کی وفات کی خبر سے جو بدعہدیاں اور بغاوتیں پھیل گئی تھیں۔ ان کو فرو کیا۔ اور جا بجا فتنہ و فساد کا قلع قمع کیا۔ اور دوسری قسم فتوحات کی وہ ہے جو مُلک ابتداءً فتح ہوئے +

منجملہ قسم اوّل کے واقعہ ہمدان ہے۔ جس جگہ کے لوگوں نے خلیفہ کی اطاعت سے سر پھیر لیا تھا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ایک لشکر بسرداری مغیرہ بن شعبہ ان کی گوشمالی کیلئے روانہ کیا۔ جن کی مردانگی سے ہمدان دوبارہ فتح ہوا۔ اہل رے نے بھی سر اُٹھایا۔ مگر ابو موسےٰ اشعری اور برار بن عازب دونوں صاحبوں کی کوشش سے پھر راہ راست پر آ گئے +

آذربائیجان میں کچھ لوگ بگڑے۔ ولید بن عقبہ لشکر جرار لیکر پہنچے۔ لڑائی کے بعد پھر صلح ہو گئی۔ اور لگے ہاتھ اس کے ساتھ ہی اور چند مقامات جو آذربائیجان کے متصل تھے۔ اہل اسلام کے قبضہ میں آ گئے۔ ولید بن عقبہ اور سلمان بن ربیعہ کچھ فوج لیکر جانب مُلک آرمینیہ گئے۔ اور مفسدین بدنہاد کو سزائے واقعی دیکر بہت کچھ مال و دولت لوٹ لائے +

عثمان بن ابی العاص نے شہر گازرون اور اس کے اطراف میں جا کر یہ مُلک صلح سے فتح کیا۔ اور بعد نظم و نسق کے عثمان بن ابی العاص نے ہرم بن حیّان کو ایک دستہ لشکر پر سردار کر کے دژ سفید کی طرف روانہ کیا۔ ہرم بن حیّان کی خوبیٔ انتظام و کوشش سے یہ مضبوط قلعہ بہت جلد فتح ہو گیا +

فتح اسکندریہ یہ خوش منظر شہر بحیرۂ قلزم کے کنارے آباد ہے۔ سکندر ذوالقرنین نے اسے آباد کر کے اپنے نام پر اس کا نام اسکندریہ رکھا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں یہ شہر فتح ہوا تھا۔ اور اس کا والی مقوقس بارہ ہزار سالانہ جزیہ دیا کرتا تھا۔ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے۔ تو اُس نے بغاوت اختیار کی۔ اور خفیہ طور سے ہرقل کو لکھا کہ اگر آپ ہماری مدد کو لشکر بھیجیں تو ہم مسلمانوں کے معاہدہ کو توڑ کر ان سے لڑیں۔ اور سب کو اسکندریہ سے نکال دیں تاکہ دوبارہ ہماری حکومت

۲۵ سنہ ہجری میں ہرقل نے اُن کی خواہش کے بموجب ایک لشکر بسرداری منویل اسکندریہ کی جانب روانہ کیا۔ جب یہہ لشکر ساحل اسکندریہ پر اُترا تو اسکندریہ میں جسقدر رومی تھے وہ سب اُن میں جا ملے۔ مگر مقوقس نے ان کا ساتھ نہ دیا۔ اور اپنی صُلح پر قائم رہا۔ اور منویل کو اسکندریہ میں داخل نہ ہونے دیا ✦

رومی لشکر مجبوراً مصر کی جانب روانہ ہُوا۔ مصر میں جب حضرت عمرو بن العاص کو خبر پہنچی تو وہ مجاہدین کا لشکر لیکر مقابلہ کے لئے نکلے۔ دونوں لشکروں میں سخت لڑائی ہوئی جس میں رومیوں کو شکست ہوئی۔ اور تاب مقابلہ نہ لاکر بھاگے مسلمانوں نے تعاقب کیا۔ اسکندریہ کے پاس پھر ایک دفعہ دونوں لشکروں میں مٹ بھیڑ ہوئی۔ مگر گیا ہوا فوج کے پاؤں مجاہدین کے پہلے حملے سے ہی اُکھڑ گئے۔ اور بیشما سپاہی تہ تیغ ہوئے۔ ان کا سردار منویل بھی مارا گیا۔ باقی ماندہ فوج نے امان مانگی اور مسلمانوں کی فتح ہوئی ✦

اسی سال حضرت سعد کو خبر پہنچی کہ اہل رے بدنیت ہو گئے ہیں۔ اور عہد توڑنے والے ہیں۔ آپ نے ایک دستہ فوج بھیجکر ان کو قرار واقعی گوشمالی دی۔ جس سے وہ لوگ راہِ راست پر آ گئے ✦

عزل سعد و ولایت ولید بن عقبہ اسی سال یعنی ۲۵ سنہ ہجری میں حضرت عثمانؓ نے حضرت سعد کو حکومتِ کوفہ سے معزول کرکے ان کی بجائے ولید بن عقبہ کو کوفہ کا حاکم بناکر بھیجا۔ ولید حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے سوتیلے بھائی تھے۔ حضرت سعد بن وقاص کی معزولی کا سبب مؤرخین اس طرح بیان کرتے ہیں کہ حضرت سعدؓ نے عبید اللہ بن مسعود کی معرفت بیت المال سے کچھ روپیہ قرض لیا تھا۔ جب ابن مسعود نے تقاضا کیا تو یہ ادا نہ کر سکے۔ ڈھیل کرتے رہے۔ آخر دونوں میں نوبت سخت کلامی کی پہنچی۔ اور آخر یہ رنج بڑھتے بڑھتے یہاں تک پہنچا کہ ہر ایک دوسرے کو بُرائی سے یاد کرتا تھا۔ کچھ لوگ عبد اللہ بن مسعود کی طرف تھے۔ اور کچھ سعدؓ کی جانب۔ جب یہ خبر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو پہنچی۔ تو آپ دونو پر خفا ہوئے۔ اور حضرت سعدؓ کو کوفہ کی حکومت سے معزول کرکے اُن کی بجائے اپنے سوتیلے بھائی ولید بن عقبہ کو وہاں کا حاکم مقرر کیا۔ اس سے پہلے ولید کسی جزیرہ کے عامل تھے اور حضرت فاروق اعظم کے عہد سے اسی پرگنہ میں رہتے تھے۔ حسب الحکم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کوفہ میں پہنچے۔ اور پانچ برس تک کوفہ کے حاکم رہے۔ اہل کوفہ سب ان سے

راضی وخوش رہے +

صُلح آرمینیہ و آذربیجان آرمینیہ ایشیائی کوچک کا ایک حِصّہ ہے۔ اس زمانہ میں یہہ مُلک چار حِصّوں پر منقسم تھا۔ اور شاہانِ فارس کے قبضہ میں تھا۔ جب حضرت عثمان رضؓ انتظامِ کوفہ سے فارغ ہوئے۔ تو اُسی زمانہ میں بہ باعث کسی مصلحت کے عُتبہ بن فرقد حاکم آذربیجان کو کسی مصلحت سے معزول کر دیا۔ ان کے معزول ہوتے ہی اہلِ آذربیجان باغی ہو گئے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ولید بن عقبہ کو اس مہم پر بھیجا۔ انہوں نے جاتے ہی پہلے اہل موقان و برزند اور طیلسان پر شبخون مارا۔ اور بزورِ شمشیر ان شہروں کو فتح کیا۔ اہل آذربیجان یہ رنگ دیکھ کر ڈر گئے۔ اور صُلح کی درخواست بھیجی۔ ولید بن عقبہ نے اُن کی درخواست منظور کی۔ اور حضرت حذیفہ کے قرار داد خراج آٹھ سو درم مقررۂ سابق پر صُلح کر کے یہ رقم اُسی وقت وصول کر لی +

صُلح آذربیجان کے بعد ولید بن عقبہ نے متعدد لشکر اطراف وجوانب میں روانہ کئے۔ اور منجملہ ان کے سلمان بن ربیعہ باہلی کو بارہ ہزار فوج کا افسر کر کے آرمینیہ کی طرف روانہ کیا۔ حضرت سلمان نے وہاں پہنچکر سب علاقہ کو فتح کیا۔ مظفر ومنصور بہت سا مال غنیمت لیکر ولید بن عقبہ سے آ ملے +

ولید بن عقبہ اس مہم کو سر کر کے اپنے دار الحکومت کوفہ کی جانب روانہ ہوئے۔ اثنائے راہ میں جس وقت موصل میں پہنچے تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا خط ملا۔ جس میں لکھا تھا۔ کہ معاویہؓ نے مجھے اطلاع دی ہے کہ رومیوں نے ایک کثیر فوج سے مُسلمانانِ شام پر خروج کیا ہے۔ میں مناسب سمجھتا ہوں کہ مسلمانانِ اہل کوفہ کو اُن کی مدد پر بھیجوں۔ لہٰذا تم کو مطلع ہونا ہے کہ جہاں تم کو میرا فرمان ملے اسی مقام سے تقریبًا دس ہزار مردان آزمودہ کار کی جمعیت کسی مرد شریف قوم تجربہ کار کو جو قواعدِ جنگ سے واقف کار ہو۔ اس فوج کا سردار کر کے مسلمانوں کی مدد کو بھیجدو +

ولید بن عقبہ نے تمام لشکر کو یہ خط پڑھکر سُنایا۔ اور سلمان بن ربیعہ کو آٹھ ہزار فوج کا سردار کر کے شام کے مُسلمانوں کی کمک کو روانہ کیا۔ جو اپنی راہ کو دشمنوں سے صاف کرتا ہوا شام کی طرف بڑھا۔ اور وہاں پہنچکر بہمراہی حبیب بن سلمہ جو اس وقت شامی فوج کے سردار تھے مُلک روم پر چڑھائی کی۔ اور جہاں موقعہ پایا بہتوں مارا۔ اس فوج ظفر موج نے بہت سے قلعے فتح کئے۔ اور بہت کچھ مال غنیمت لشکریاں

عزوۂ امیر معاویہ | اسی سنہ (یعنی ۲۵ سنہ ہجری) میں حضرت معاویہؓ نے روم پر فوج کشی کی۔ اور بہت سا لشکر لیکر ادھر کا رُخ کیا۔ اور عموریہ تک جا پہنچے۔ انطاکیہ اور طرطوس کے درمیان آپ کو چند قلعے خالی نظر آئے۔ دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ قلعوں کے باشندے مسلمانوں کے لشکر کے خوف سے قلعہ چھوڑکر بھاگ گئے ہیں۔ آپ نے ان قلعوں میں اپنی آدمی آباد کردیئے۔ اور خود واپس آئے ✣

عزوہ افریقیہ و کابل | اسی سنہ میں حضرت عمروبن العاص والئے مصر نے بحکم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ایک لشکر بسرداری عبداللہ بن سعد افریقہ کی طرف روانہ کیا۔ جنہوں نے جاکر بہت سے ملک فتح کئے۔ اور مظفر و منصور واپس آئے ✣

اسی سنہ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن عامر کو مہم کابل پر روانہ کیا۔ اسوقت کابل والئے سجستان کے زیر حکومت تھا۔ عبداللہ بن عامر نے کابل میں قیام کرکے اس خوبی سے انتظام کیا کہ کابل کے گرد و نواح کے قریہ جات تابع ہو گئے۔ اور کابل کے حدود خراسان سے بھی زیادہ پھیل گئے۔ اسی سنہ ہجری میں حضرت معاویہ کا بیٹا یزید پیدا ہوا ✣

تجدید حرم ۲۶ھ | ۲۶ سنہ ہجری میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بیت اللہ کی حدوں کی تجدید فرمائی۔ اور جو حدیں شکستہ ہو گئی تھیں اُنہیں ازسر نو تعمیر کرایا۔ اور اردگرد کے مکانات خرید کر خانہ کعبہ کی مسجد کو وسیع کیا ✣

فتح افریقیہ | ۲۶ سنہ ہجری میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے عمرو بن العاص کو جو مصر میں حاکم صیغۂ مال تھے اس عہدے سے معزول کیا۔ اور یہ کام عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کے سپرد کیا گیا۔ ۲۵ سنہ ہجری میں انہیں عزوہ افریقہ کے واسطے حکم دیا گیا تھا۔ اور یہ شرط کی تھی کہ اگر اللہ تعالےٰ کامیابی اور فتح عطا فرمائیگا تو مالِ غنیمت کا پچیسواں حصہ تم کو دیا جائیگا۔ عبداللہ بن سعد نے دس ہزار کی جمعیت افریقہ کی جانب روانہ کی۔ اہل افریقہ نے ڈر کر صلح کرلی تھی۔ اب ۲۶ سنہ ہجری میں جب عبداللہ مستقل حاکم مصر ہوئے۔ تو انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے فتح افریقہ کی اجازت چاہی ✣

امیر المؤمنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے تمام صحابہ سے مشورہ کرکے ایک جرار لشکر غازیان نامدار کا تیار کیا۔ جس میں بڑے بڑے جلیل القدر صحابہ شامل تھے۔ یہہ لشکر ظفر پیکر مصر میں پہنچکر عبداللہ بن سرح کے ہمراہ ہوا۔ افریقہ کے حاکم جرجیر نامی نے جب یہ خبر سنی تو اُس نے بھی ایک لاکھ بیس ہزار سوار کی جمعیت جمع کی ✣

لشکر اسلام بہمہ جہت آمادۂ کارزار ہو کر حدود افریقیہ میں داخل ہوا۔ اور طرابلس کی طرف بڑھا۔ رومیوں نے مقابلہ کیا۔ مگر پسپا ہو کر طرابلس چھوڑ کر بھاگ گئے۔ مسلمانوں نے اس پر قبضہ کیا۔ اور آگے بڑھے۔ حاکم افریقیہ کو جب یہ خبر پہنچی۔ تو اس نے شہر سبیطلہ دارالسلطنت افریقیہ کو چھوڑ کر ایک دن کی مسافت پر اپنا لشکر آ جمایا +

عبداللہ بن سعد نے جرجیر کو پہلے اسلام کا پیغام بھیجا۔ اُس نے نہ مانا۔ پھر جزیہ کے لئے کہا۔ وہ بھی اُس نے نہ مانا۔ اسپر مسلمانوں نے صف آرائی کی۔ اور لڑائی شروع کردی برابر چالیس روز تک لڑائی ہوتی رہی۔ مگر کچھ فیصلہ نہ ہوا۔ جب دیر تک حضرت عثمانؓ رضی اللہ عنہ کے پاس لشکر کی کوئی خبر نہ پہنچی۔ تو آپ نے گھبرا کر عبداللہ بن زبیر کی سرکردگی میں ایک دستہ فوج بطور کمک اور دریافت حال افریقیہ کو روانہ کیا +

حضرت عبداللہ دو منزلہ سہ منزلہ کرتے بعجلت تمام جنگ میں پہنچے۔ عساکر اسلامی کو ان کے پہنچنے سے کمال خوشی ہوئی۔ اور سب نے تکبیر کے نعرے بلند کئے۔ جرجیر نے تکبیر کی آواز سنکر سبب دریافت کیا۔ تو معلوم ہوا۔ کہ تازہ دم فوج مسلمانوں کی مدد کو مدینہ منورہ سے ابھی آئی ہے۔ جرجیر یہ خبر سنکر دم بخود رہ گیا +

دوسرے روز عبداللہ بن زبیرؓ نے لشکر اسلام کے سرداروں سے کہا کہ لڑائی طول پکڑتی جاتی ہے۔ رومیوں کی متواتر بے انتہا مدد چلی آتی ہے۔ اب کسی حکمت عملی سے کام لینا چاہیئے۔ اور میرے نزدیک تو یہ مناسب ہے کہ کار آزمودہ اور بہادر سپاہی منتخب کر کے اُن کی علیحدہ فوج ترتیب کرو۔ اور ان کو پڑاؤ پر اپنے خیموں میں رہنے دو باقی فوج لیکر دشمن کا مقابلہ کرو۔ جب رومی تھک کر اپنے کیمپ میں واپس جاویں اس وقت وہ کار آزمودہ دلاور شمشیر بکف ہو کر چاروں طرف سے رومیوں پر ٹوٹ پڑیں چونکہ یہ لوگ تازہ دم ہوں گے خوب دل کھول کر لڑینگے۔ عبداللہ بن زبیر کی رائے پر سب نے صاد کیا +

دوسرے روز یہی تدبیر کی گئی جس وقت رومیوں کا لشکر میدان جنگ سے واپس ہوا۔ بہادروں نے فوراً کمینگاہ سے نکل کر چاروں طرف سے گھیر لیا۔ رومی تھکے ماندے تھے۔ اس بلائے ناگہانی سے بھاگے۔ مگر بھاگ کہاں سکتے تھے مسلمانوں نے انہیں تلوار کے گھاٹ اتارنا شروع کیا۔ غرضیکہ سخت معرکہ ہوا۔ جرجیر عبداللہ بن زبیرؓ کے ہاتھ سے قتل ہوا +

کامیابی کے بعد عبداللہ بن [illegible]

کا محاصرہ کیا۔ اور تھوڑے ہی دنوں میں اسے بھی فتح کر لیا۔ بیحد و شمار مال غازیانِ اسلام کے ہاتھ آیا۔ یعنی سواروں کو تین تین ہزار دینار اور پیادوں کو ایک ایک ہزار دینار ملے۔ اس لڑائی کا نام حرب العبادلہ ہے۔ کیونکہ اس میں فوج کے حصوں پر جو صاحب متعین تھے ان سب کا نام عبداللہ ہی تھا۔

عساکرِ اسلامی فتح سبیطلہ کے بعد گرد نواح کے ممالک میں متفرق ہو گئے اور فتح کرتے ہوئے قفصہ کی سرحد تک پہنچ گئے۔ ایک لشکر نے قلعہ اجم کا رُخ کیا۔ یہ قلعہ نہایت مستحکم تھا۔ اور اہل افریقہ نے اس میں بہت سامانِ جنگ جمع کیا ہوا تھا۔ لشکرِ اسلام نے جب اس قلعہ کا محاصرہ کیا تو اہلِ قلعہ طالبِ امان و صلح ہوئے۔ دس لاکھ پانچسو دینار پر صلح کر لی۔ یہ روپیہ اسی وقت اُن سے لے لیا گیا۔

عبداللہ بن زبیر فتح کی خبر بمعہ خُمس مدینہ کو واپس آئے۔ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر لڑائی کا سب حال آپ سے بیان کیا۔ امیر المومنین یہ حال سُنکر بہت خوش ہوئے۔ اور فرمایا کہ کیا تم کل یہ حال اسیطرح لوگوں کے مجمع عام میں بیان کرو گے۔ عبداللہ نے عرض کیا کیوں نہیں۔ میں آپ کے ارشاد کی تعمیل کروں گا۔ دوسرے روز حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے خطبہ پڑھا۔ اور افریقہ کی فتح کی خوشخبری سُنائی۔ اور کہا کہ عبداللہ بن زبیر وہاں کا سب حال تمہارے سامنے بیان کرینگے۔ چنانچہ انھوں نے اُٹھکر ایک نہایت فصیح و بلیغ طریقے سے وہاں کا حال بیان کیا۔

غزوہ اندلس جب مہم افریقہ سر ہو گئی۔ تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اندلس کی جانب توجہ فرمائی۔ عبداللہ بن نافع بن حصین اور عبداللہ بن نافع بن عبد القیس کو لشکر دیکر براہ سمندر اندلس کی طرف روانہ کیا۔ اور یہ بھی اعلان کر دیا کہ جب ولایت اندلس فتح ہو جائے گی۔ تو اس کے بعد قسطنطنیہ کا قصد ہو گا۔ اور یہی فوج جرار اس مُلک کے فتح کرنے کو روانہ ہو گی۔ چنانچہ لشکرِ اسلام جانب اندلس روانہ ہوا۔ اس لشکر کے ساتھ قوم بربر کے لوگ بھی تھے۔ مجاہدینِ اسلام نے اطراف اندلس پر قبضہ کر لیا۔ اور بہت کچھ کار نمایاں کئے۔ اور ایک بہت بڑا حصہ مُلک کا فتح کیا۔ اور مظفر و منصور واپس آئے۔ مگر اس سفر میں مسلمان اندلس کے قرب و جوار تک ہی پہنچے۔ خاص اندلس فتح نہ ہوا۔ بلکہ خلافتِ ولید بن عبد الملک میں اندلس فتح ہوا۔

فتح قبرس

حضرت معاویہ رضی اللہ نے عہد فاروقی میں چاہا تھا کہ قبرس پر فوج کشی کریں۔ مگر چونکہ بیچ میں سمندر حائل تھا۔ اسلیئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے منع فرمادیا تھا۔ اب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں حضرت معاویہ رضؓ نے پھر قبرس کو فتح کرنے کی اجازت چاہی۔ آپ نے اس شرط پر اجازت دی کہ جس کا دل چاہے جائے۔ اور جس کا دل چاہے نہ جائے +

حضرت معاویہ بہت سا لشکر لے کر قبرس پر پہنچے۔ اور مصر سے عبداللہ بن سعد بھی ان سے آکر مل گئے۔ اور اس طرح سے مجاہدین کی جماعت کثیر ہو گئی۔ اہل قبرس نے مسلمانوں کی جمعیت دیکھ کر لڑنا قرین مصلحت نہ جانا۔ اور صُلح کا پیغام بھیجا۔ اور مسلمانوں نے اس شرط پر صُلح کر لی کہ وہ سات ہزار دینار سالانہ خراج دیا کریں گے +

یہ لڑائی ۲۶ سنہ ہجری و بروایت بعض مؤرخین ۲۹ سنہ ہجری۔ اور بروایت بعض دیگر ۳۳ سنہ ہجری میں ہوئی ہے۔ اس میں مال کثیر مسلمانوں کے ہاتھ آیا۔ جس کا خمس مدینہ منورہ میں حضرت عثمانؓ کی خدمت میں روانہ کیا گیا +

یہ سب سے پہلی بحری جنگ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں ہوئی اس سے پہلے کبھی کوئی بحری لڑائی اہل اسلام نہیں لڑے +

معزولی ابو موسےٰ و امارت ابن عامرؓ

۲۹ سنہ ہجری میں اہل آمد اور اکراد میں آتش بغاوت پھیل گئی۔ اور خلیفۂ وقت کی اطاعت سے منحرف ہو گئے۔ ابو موسیٰ اشعریؓ والی بصرہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے حکم سے ان اقوام کی اصلاح کا ارادہ کیا۔ اور لوگوں میں اپنے اس قصد کا اعلان کر کے فضائل جہاد بیان کئے۔ اور پاپیادہ جہاد کرنے کی فضیلت بیان کی۔ اسپر بہت سے لوگ جہاد کرنے پر آمادہ ہوئے۔ ان میں سے بعض اپنی سواریوں پر تھے۔ اور باقی پاپیادہ ہی تیار ہوئے۔ اور بعضوں نے کہا کہ ابھی ہم منتظر ہیں۔ اگر ابو موسےٰ اشعری اپنے قول کے موافق ہمارے ہمراہ پاپیادہ ہوں تو ہم بھی تیار ہیں۔ جب لشکر تیار ہوا تو ابو موسےٰ رضؓ نے سامان سفر اپنے محل سے نکال کر چالیس خچروں پر لادا۔ اور خود گھوڑے پر سوار ہوئے۔ جب لشکریوں نے دیکھا کہ خچر سواری کو موجود ہیں تو انہوں نے آپ کے گھوڑے کی باگ تھام کر کہا۔ کہ ہم کو سواریاں عنایت ہوں یا آپ بھی پیدل چلئے۔ ابو موسےٰ رضؓ نے انہیں جھڑک دیا۔ لوگوں نے آپ کی شکایت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کی۔ آپ نے معاملہ کی تحقیق کے بعد ابو موسےٰ رضؓ کو حکومت بصرہ سے معزول کر کے عبداللہ بن عامر بن کریز بن ربیعہ کو جو آپ کے ماموں زاد

بھائی تھے بصرہ کا حاکم مقرر کیا۔

بغاوت فارس جب عبداللہ بن عامر بصرہ میں جا کر مقیم ہوئے۔ تو اُنہیں خبر ملی کہ اہل اصطخر نے بغاوت پر کمر باندھی ہے۔ یہ بغرض انتظام کچھ فوج لیکر اصطخر پہنچے۔ ماہک بادشاہ نے بغیر لڑنے کے صلح کر لی۔ اس کے بعد عبداللہ بن عامر اپنے دارالحکومت کو واپس آئے لیکن اہل فارس کے دلوں میں بغاوت نے پورا اثر کر لیا تھا۔ عاملوں کی تبدیلی کو اپنے حق میں مفید سمجھے۔ اور پھر لشکر آراستہ کر کے اسلام کے مقابلہ کیلئے اُٹھ کھڑے ہوئے۔ عبیداللہ بن معمر جو اُس نواح کے حاکم تھے ان کی سرکوبی کیلئے نکلے۔ اور شہر اصطخر کے دروازے پر جانبین میں صف آرائی ہوئی۔ مگر اتفاق سے عبیداللہ پہلے ہی معرکہ میں شہید ہوئے۔ اور ان کا تمام لشکر بے سردار ہو کر میدانِ جنگ سے بھاگ نکلا۔

عبداللہ بن عامر کو جب یہ خبر بصرہ میں پہنچی تو وہ فوراً عمان و بحرین کا لشکر جمع کر کے قصائے مبرم کیطرح اہل فارس کی سرکوبی کیلئے پہنچے۔ ادھر سے ایرانی بھی مقابلہ کے لئے ڈٹ گئے۔ بڑی خونریز لڑائی ہوئی۔ ہزاروں ایرانی مارے گئے۔ فوجیں کی فوجیں صرف ہو گئیں۔ آخر ایرانیوں کو شکست ہوئی۔ اور مسلمانوں کا شہر اصطخر پر کامل تسلط ہو گیا۔ اس کے بعد لشکر اسلام نے دارالجبرد کا رُخ کیا۔ اور اُسے فتح کر کے بعد ازاں شہر جور کا قصد کیا۔ ابھی راستے ہی میں تھے کہ اہل اصطخر پھر باغی ہو گئے۔ عبداللہ عامر مجبوراً پھر اصطخر کی طرف واپس ہو گئے۔ اور ان کا ایسا قلع قمع کیا کہ انہیں پھر سر اُٹھانے کی طاقت نہ رہی۔

زیادت و تعمیر مسجد نبوی ماہ ربیع الاول ۲۹ سنہ ہجری میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مسجد نبوی کی حدود میں توسیع کی۔ اور از سرِ نو پختہ و سنگین عمارت تعمیر کرائی۔ منقش پتھر کی دیواریں چونے کا گارا لگا کر بنوائیں۔ چھت میں ساج کی کڑیاں ڈالیں اور اس پر پختہ گچ کرا دی۔ طول مسجد کا ایک سو ساٹھ گز اور عرض پچاس گز کر دیا۔ چھ دروازے جیسے کہ عہد فاروقی میں تھے قائم رکھے۔

عزل ولید و ولایت سعید جیسا کہ ہم پہلے بیان کر آئے ہیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت کے دوسرے سال ولید بن عقبہ کو کوفہ کی گورنری دی تھی۔ ولید پانچ برس تک کوفہ میں رہے۔ اہل کوفہ ان سے خوش تھے۔ اور ادنےٰ و اعلےٰ کسی کو بھی ان سے شکایت نہ ہوئی۔ ۳۰ سنہ ہجری میں اہل کوفہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر شکایت کی۔ کہ ولید نے شراب پی کر صبح کی دو رکعتوں کی بجائے چار

رکعتیں پڑھادی ہیں۔ اور نماز ختم ہو جانے کے بعد کہا کہ اگر تم چاہو تو اور بھی پڑھا دوں۔ اسپر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ولید کو بلوا کر ان سے یہ حال دریافت کیا۔ مگر وہ اپنے الزام کو دفع نہ کر سکے۔ اور نہ اپنی صفائی میں معقول عذر پیش کیا۔ اسپر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے انہیں درّے لگوائے۔ اور گورنری کوفہ سے معزول کر دیا۔ اور ان کی جگہ سعید بن العاص کو وہاں کا حاکم مقرر کیا۔ جو عقل و تمیز میں ممتاز اور لیاقت و قابلیت میں مشہور تھے ✤

غزوۂ طبرستان عہد فاروقی میں اہل طبرستان نے جزیہ دینا قبول کر لیا تھا۔ مگر اب سر کشی اختیار کی۔ اور باغی ہو گئے۔ ۳۰ھ ہجری میں سعید بن العاص نے ایک جرّار لشکر کے ساتھ طبرستان پر چڑھائی کی۔ بمقام قومس ایک خونریز لڑائی ہوئی۔ جس میں مسلمانوں کی فتح ہوئی۔ اس کے بعد دوسرے شہروں کو بھی اسیطرح بزور شمشیر فتح کر کے اہل طبرستان کو قرار واقعی سزادی ✤

جمع قرآن قرآن مجید تو حقیقت میں حضرت صدّیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ہی جمع کیا تھا اور اس کی نقل حفصہ کے پاس رکھوا دی تھی۔ اب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں ایک اور واقعہ پیش آیا۔ اور وہ یہ کہ حضرت حذیفہ نے جو آرمینیہ وغیرہ ملکوں میں جنگ کے لئے گئے ہوئے تھے واپسی پر حضرت عثمان کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میں نے اپنے سفر میں عجیب ماجرا دیکھا ہے۔ اگر اب اس کا تدارک نہ کیا گیا تو پھر محال ہو جائیگا۔ اور وہ کہ میں نے اہل حمص کو دیکھا ہے اُن کا مقولہ ہے کہ ہمارے قرآن کی قرأت دوسروں کی قرأت سے بہتر ہے۔ کیونکہ ہم نے قرآن مقداد سے پڑھا دمشق والے کہتے ہیں کہ ہم خوب پڑھتے ہیں۔ اور ہماری قرأت سب سے افضل و بہتر ہے۔ اہل بصرہ کا قول ہے کہ ہم نے قرآن ابو موسےٰ سے پڑھا ہے۔ ہمارا مدمقابل کون ہو سکتا ہے۔ اہل کوفہ کا بیان ہے کہ ہمارے قرآن کے معلّم ابن مسعود ہیں۔ ہماری قرأت اصحّ والنسب ہے۔ غرضیکہ اسی طرح ہر ایک اپنی ہی قرأت کو ٹھیک بتلاتا ہے۔ اسلئے میرے نزدیک مناسب ہے کہ قرآن مجید ایک قرأت و صورت پر جمع کر دیا جائے ورنہ اگر یہی حالت قائم رہی تو آگے چل کر سخت اختلاف واقع ہو جائیگا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اکابر صحابہ کو جمع کر کے اس باب میں مشورہ طلب کیا سب نے بالاتفاق حضرت حذیفہ کی رائے کو پسند کیا۔ اسپر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ام المومنین حضرت حفصہ کے پاس سے وہ قرآن منگوایا جو عہد خلافت حضرت صدّیق اکبر رضؓ میں جمع

و مرتب کیا گیا تھا۔ اور زید بن ثابت۔ عبداللہ بن زبیر۔ سعید بن العاص۔ عبدالرحمٰن بن حارث کو اس کی نقل و کتابت پر مامور فرمایا۔ اور ارشاد کیا کہ اگر کسی لفظ میں تمہیں آپس میں اختلاف ہو تو اس صورت میں محاورہ قریش کا لحاظ رکھنا۔ چنانچہ اسی اہتمام سے متعدد نسخے قرآن مجید کے تیار ہوئے جنہیں تمام بلاد اسلامیہ میں بھجدیا گیا۔ اور ساتھ ہی حکم دیا کہ اسی پر اعتماد و بھروسہ کیا جائے۔ جو اس کے خلاف ہو اس کو ترک کردیں پھر ان تمام نسخوں کو جو اس کے خلاف تھے منگوا کر جلا دیا۔

عہد عثمانی میں قرآن مجید کے سات نسخے لکھے گئے۔ اور مختلف بلاد اسلام میں تقسیم کردیئے گئے۔ مشہور یہ ہے کہ آپ نے پانچ نسخے نقل کرائے تھے۔

قصہ بیر اریس سنہ ۳۰ ہجری میں ہی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی مُہر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے بیر اریس میں گر پڑی۔ یہ کنواں مدینہ منورہ سے دو میل کے فاصلہ پر واقعہ ہے۔ یہ کنواں بہت گہرا تھا۔ اور پانی بھی اس میں کم نہ تھا۔ مگر جس وقت یہ مُہر اس میں گری اُس کی تہ کسی سے نہ پائی۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اس کے گم ہو جانے کا سخت ملال ہوا۔ اور اس کے پانیوالے کے لئے انعام کا وعدہ کیا۔ مگر وہ مُہر نہ ملی۔ آخر مایوس ہو کر ویسی ہی دوسری مُہر بنوالی گئی۔ جب آپ شہید ہوئے تو وہ مُہر بھی گم ہوگئی۔ اور کچھ پتہ نہ لگا کہ کہاں گئی۔

اخراج ابوذر غفاری رض آپ جلیل القدر صحابی ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں شام میں چلے آئے تھے۔ اور جہاد کی نیت سے وہیں قیام کیا تھا۔ حضرت معاویہ چونکہ عمارات نفیس اور دیگر دنیوی تکلفات میں مصروف تھے۔ ابوذر اکثر ان پر طعن کیا کرتے تھے۔ اور چونکہ حضرت معاویہ ان کے مزاج سے واقف تھے ہنس کر ٹال جاتے تھے۔ مگر ابوذر رض نے حضرت معاویہ کی برائیاں لوگوں کے سامنے بیان کرنی شروع کیں۔ اور ہر جگہ یہی وعظ کہنا شروع کیا کہ "اے امیرو! دولتمندو! ایک وقت کے کھانے کے سوائے اپنے پاس کچھ نہ رکھو۔ سب محتاجوں کو دیدو"۔ جب حضرت معاویہ رض بہت تنگ آئے۔ تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں لکھا کہ "ابوذر رض نے ناک میں دم کر رکھا ہے۔ ان کے تقوے نے عوام میں شورش ڈال رکھی ہے"۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جواب میں تحریر فرمایا کہ اُنہیں بحرمت تمام میرے پاس بھجدو۔ یہ حکم پہنچتے ہی حضرت معاویہ رض نے ابوذر رض کو بعزت و حرمت مع اُن کے اہل وعیال مدینہ منورہ کیطرف روانہ کیا۔

مدینہ پہنچنے کے بعد کی حالت خود ابوذرؓ کی زبانی بخاری میں یوں مرقوم ہے کہ جب میں مدینہ میں پہنچا۔ تو لوگوں نے چاروں طرف سے گھیر لیا۔ گویا کہ میں اس سے پہلے کبھی مدینہ میں گیا ہی نہ تھا۔ اور نہ مجھ کو کسی نے دیکھا تھا۔ میں تے یہ حال حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے عرض کیا۔ آپ نے فرمایا اگر تم لوگوں سے علیحدگی پسند کرتے ہو تو یہاں سے قریب کوئی جگہ تمہارے واسطے متعین کر دی جائے۔ میں نے کہا بہتر ہے چنانچہ اس روز سے میں نے ربذہ میں سکونت اختیار کی ہے +

شیعہ صاحبان نے جو یہ مشہور کر رکھا ہے کہ امیر معاویہؓ نے اُنہیں شام سے باہر نکال دیا تھا۔ اور حضرت عثمانؓ نے انہیں مدینہ سے بدر کر دیا۔ محض بے اصل و بے بُنیاد ہے۔ اصل واقعہ وہی ہے جو ہم نے نقل کر دیا +

غزوۂ ذات السواری یہ جنگ ۳۱ سنہ ہجری میں ہوئی۔ مگر بعض کہتے ہیں کہ ۳۴ سنہ میں ہوئی۔ بہر حال یہ واقعہ فتح افریقیہ کے بعد گذرا ہے +

سبب اس جنگ کا مورخین اسطرح لکھتے ہیں۔ کہ قسطنطین بن شاہ ہرقل قیصر روم کو جب معلوم ہوا کہ مسلمانوں نے ملک افریقیہ پر قبضہ کر لیا ہے۔ تو اس نے ایک لشکر عظیم جمع کیا۔ اور چھ سو کشتیاں تیار کر کے اپنی فوج کو لیکر بمقابلۂ اہل اسلام براہِ دریا روانہ ہوا۔ اور ادھر بیس ہزار کی جمعیت حضرت معاویہؓ کے مقابلہ کو روانہ کی۔ یہ فوج حضرت معاویہؓ کے لشکر سے بمقام جلولاء مقابل ہوئی۔ مگر شکست کھا کر بھاگی۔ اس کے بعد حضرت معاویہؓ اپنا لشکر لیکر سمندر کی راہ سے قسطنطین کے مقابلہ کو روانہ ہوئے۔ ادھر مصر سے عبداللہ بن سعد فوج جرار لیکر ادھر کو آئے یہ دونوں لشکر شامی و مصری اثنا ءِ راہ میں مل کر فوجِ روم کے منتظر تھے +

اتفاق سے ہوا کا رُخ اسی طرف تھا جسطرف مسلمان لنگر انداز تھے۔ رومیوں کی فوج بھی آ گئی۔ اور دونوں فوجیں بالمقابل کشتیوں میں ٹھیریں۔ اور باہم یہ امر طے ہو گیا۔ کہ رات کے وقت جنگ نہ ہو۔ طرفین کی رات امید و بیم میں گذری صبح ہوتے ہی لڑائی شروع ہوئی۔ بہادرانِ اسلام کو کبھی بحری جنگ کا اتفاق نہ ہوا تھا۔ مگر وہ ہراساں و خائف نہ ہوئے۔ اور خوب داد مردانگی دی۔ ہزاروں رومیوں کو تہ تیغ کیا۔ مگر مسلمان بھی بہت سے شہید ہوئے۔ آخر مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی۔ اور قسطنطین رومیوں کی باقیماندہ جماعت لیکر بھاگا۔ اور

میں لیجا کر اسے قتل کر دیا +

چونکہ اس بحری لڑائی میں کشتیاں بکثرت تھیں اسلئے اس کا نام ذات السواری ہوگیا اور جس مقام پر یہ جنگ ہوئی وہاں کا بھی یہی نام مشہور ہوا۔ عبداللہ بن سرح فتح ذات السواری کے بعد کچھ عرصہ تک وہاں مقیم رہے۔ اور وہاں کا انتظام کرنیکے بعد اپنے دار الحکومت کو واپس آئے +

فتح خراسان جیسا کہ ہم پہلے لکھ آئے ہیں اہل فارس شکست کھا کر بھاگ گئے تھے اور ان کا بادشاہ یزدجرد جلولا اور رے سے ہوتا ہوا مرو (سرزمین خراسان) میں آ مقیم ہوا تھا۔ اور پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عام لشکر کشی کا حکم دیا۔ اور حنف بن قیس کو خراسان کا علم عطا ہوا تھا۔ انہوں نے بہت سے شہر فتح کرکے طخارستان تک سلطنت اسلامی کی حد کو وسیع کر دیا تھا +

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد اہل خراسان باغی ہو گئے۔ تو یزدجرد بھی ان لوگوں میں آ کر مل گیا۔ عبداللہ بن عامر حاکم بصرہ بعد انتظام ملک فارس اطرف متوجہ ہوئے۔ سرداران لشکر نے بھی جنگ خراسان کی رائے دی۔ عبداللہ بن عامر کا ارادہ پہلے ہی سے تھا۔ لوگوں کی رائے دینے سے روانہ ہوئے۔ اور اپنی جگہ بصرہ میں زیاد بن عامر کو نائب کیا۔ اور شہر کرمان کا قصد کیا جہاں بغاوت کی آگ مشتعل ہو رہی تھی۔ اور مجاشع بن مسعود سلمی مقرر ہوئے۔ سجستان پر ربیع بن زیاد حرثی کو روانہ کیا۔ اور خود فوج جرار لیکر نیشاپور کا رُخ کیا۔ اور بہت سی خونریز لڑائیوں کے بعد تمام خراسان کو فتح کیا۔ اور انہی جنگوں میں یزدجرد شاہ فارس بھی قتل ہوا +

فتح کرمان عہد فاروقی میں یہ شہر بطور صلح فتح ہوا تھا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں یہاں کے لوگ باغی ہو گئے۔ عبداللہ بن عامر نے مجاشع بن مسعود سلمی کو اس مہم پر روانہ کیا جنہوں نے جاتے ہی پہلے سیمید اور پھر کرمان کو فتح کیا پھر وہاں سے آگے بڑھکر سیرجان کو قبضہ میں لائے۔ بعد ازاں اطراف وجوانب کو فتح کرتے ہوئے قفص میں جا داخل ہوئے۔ جہاں ایرانیوں کا بہت بڑا مجمع تھا۔ ان کا اسلامی لشکر سے مقابلہ ہوا۔ مگر شکست کھا کر بھاگے۔ اور مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی +

فتح سیستان حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد میں یہ ملک عاصم بن عمرو نے فتح کیا تھا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد حکومت میں انہوں نے بغاوت اختیار کی۔ ربیع بن زیاد

حارثی اور عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ نے اسے پھر دوبارہ فتح کیا۔

غزوہ سرحد قسطنطنیہ — ۳۲ سنہ ہجری میں حضرت معاویہ رضی اللہ نے قسطنطنیہ پر فوج کشی کی۔ مگر اس کے حدود و اطراف تک ہی پہنچے۔ بہت سے کفار قتل ہوئے اور بہت سا مال غنیمت لیکر مظفر و منصور واپس آئے۔

شہادت

۳۳ سنہ ہجری سے فساد شروع ہوا۔ اہل کوفہ سے ایک گروہ آپس میں کہنے لگا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کسی کے حق کو حق نہیں پہچانا۔ بلکہ اپنے خویش و اقارب کی بہت رعایت کی ہے۔ اپنے رشتہ داروں کو جا بجا عامل مقرر کر رکھا ہے۔ حالانکہ وہ اس قابل نہیں۔

سعید بن العاص حاکم کوفہ نے لوگوں کی ان چہ میگوئیوں کی خبر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو لکھی۔ آپ کے جواب میں لکھا کہ جو لوگ بانی فساد ہیں ان کو شام میں حضرت معاویہؓ کے پاس بھیجدو۔ کہ وہ انہیں سمجھائیں۔ سعید بن العاص نے فوراً اس حکم کی تعمیل کی جب یہ لوگ حضرت معاویہؓ کے پاس پہنچے تو وہاں بہت کچھ بحث و مباحثہ اور قیل و قال ہوتی رہی۔ اور آخر امیر معاویہؓ نے انہیں سمجھایا۔ اور دھمکیاں بھی دیں۔ اور کہا کہ اس بات کا نتیجہ تمہارے حق میں بہت برا ہوگا۔ مگر انہوں نے ایک نہ سنی۔ بلکہ کود کر امیر معاویہؓ کو ڈاڑھی سے پکڑ لیا۔ اور بہت سی حرکات ناشائستہ کے مرتکب ہوئے۔ حضرت معاویہؓ نے یہ حال حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں لکھ بھیجا۔ وہاں سے حکم آیا۔ کہ ان کو بمقام حمص عبدالرحمٰن بن خالد کے پاس بھیجدو۔ وہ حکمت عملی سے ان کو درست کر دینگے۔ حضرت معاویہؓ نے یہ حکم پا کر سرداران کوفہ کو عبدالرحمٰن کے پاس روانہ کیا۔ جب یہ لوگ حمص پہنچے تو عبدالرحمٰن بن خالد بن ولید نے ان کو اپنی محفل میں بلایا۔ اور ان کے ساتھ ایسا برتاؤ کیا کہ یہ لوگ ان سے ڈرنے لگے۔ اور خواہش کی کہ ہم اپنے اقوال سے رجوع کرتے ہیں۔ اور اللہ تعالےٰ کے سامنے توبہ کرتے ہیں۔ اس کے بعد عبدالرحمٰن نے انکو اجازت دیدی کہ جہاں چاہیں وہاں رہیں۔

۳۴ سنہ ہجری میں سعید بن العاص اہل کوفہ سے تنگ آ کر خود حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت حاضر ہوئے۔ اور کل حال کوفیوں کی بغاوت اور فساد کا عرض کر دیا۔ اور

اہل کوفہ کی حسب خواہش ابو موسیٰ اشعری کو حاکم کوفہ بنا کر روانہ کیا۔ جب ابو موسےٰ اشعری کوفہ میں پہنچے تو بروز جمعہ لوگوں کو جمع کر کے خود ممبر پر چڑھے اور خطبہ پڑھا جس میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی اطاعت کی تاکید کی جسے سب نے بسر و چشم منظور کیا۔ مگر در پردہ ان کی وہی شرارت قایم رہی جسکا نتیجہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت نکلا۔

زہری کہتے ہیں کہ میں نے سعید بن مسیب سے حضرت عُثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کا حال پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ وہ مظلوم شہید ہوئے۔ جس نے اُن کو شہید کیا وہ ظالم تھا۔ اور جس نے اُن کا ساتھ چھوڑ دیا وہ معذور تھا۔ اور قصہ یہ ہے کہ حضرت عُثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت بعض صحابہ کو ناگوار ہوئی۔ کیونکہ یہ سب کو معلوم تھا کہ آپ اپنے اعزا و اقربا کی بہت رعایت کرتے ہیں۔ آپ بارہ۱۲ برس خلیفہ رہے۔ اور چھ۶ برس ان صحابہ کی تالیف قلوب کرتے رہے۔ جو آپ کے خلاف تھے۔ اور اُن کو معزول نہ کیا۔ لیکن پچھلے چھ۶ برس میں اپنے چچا کی اولاد پر مہربان ہوئے۔ اور اُن کو عامل بنانا شروع کیا۔ چنانچہ عبداللہ بن ابوسرح کو مصر کا حاکم مقرر کیا۔ اسکو وہاں دو ہی برس ہوئے تھے کہ اہل مصر ان کی شکایت کرنے کو دار الخلافت میں آئے۔ اس سے پہلے عبد اللہ بن مسعود ابوذر اور عمار بن یاسر کے معاملات میں بنو ہذیل۔ بنو زہرہ اور ان کے اخلاف کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے شکایت پیدا ہو چکی تھی۔ اہل مصر کی شکایت نے اور بھی بارود کا کام کیا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ابوسرح کو تہدیدی نامہ لکھا۔ مگر اس نے کچھ پروا نہ کی۔ اور جو لوگ دار الخلافت میں شکایت کرنے آئے تھے ان کو مارا پیٹا اور بعض کو قتل کرا دیا۔ یہ حالت دیکھ کر مصر کے سات سو آدمی دار الخلافت میں آئے۔ اور صحابہ سے عبداللہ بن ابوسرح کی شکائتیں کیں۔ اور خاصکر یہ کہ اس نے اوقات نماز میں تبدیلیاں کر دی ہیں۔ طلحہ بن عبداللہ نے حضرت عُثمان رضی اللہ عنہ سے اس معاملہ میں سختی کے ساتھ گفتگو کی۔ اور حضرت عائشہ رضؓ نے آپ سے کہلا بھیجا کہ صحابہ آپ سے خواہش کر رہے ہیں کہ آپ اپنے عامل کو موقوف کر دیں۔ مگر باوجود اس کے کہ اسپر قتل کے الزام لگائے گئے ہیں۔ آپ اسکو معزول کرنے سے انکار کرتے ہیں۔ یہ مناسب نہیں آپ کو چاہیئے کہ اُسکو سزا دیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی آپ سے کہا کہ یہ لوگ عامل پر خون کا دعویٰ کرتے ہیں اور صرف یہ چاہتے ہیں کہ عبداللہ بن ابوسرح کی جگہ دوسرا آدمی مقرر کر دیں بہتر یہ ہے کہ آپ اسکو معزول کر دیں۔ اور اگر بعد از تحقیقات اُن کا دعوے

صحیح معلوم ہو تو انصاف کریں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا "بہتر ہے کہ یہ
لوگ خود اپنے لئے کوئی عامل مقرر کر لیں۔ میں اسی کو بھیج دونگا۔ اور عبد اللہ بن ابی
سرح کو معزول کر دونگا" چنانچہ لوگوں نے محمد بن ابو بکر کو انتخاب کیا۔ حضرت عثمان رضی
اللہ عنہ نے اُن کی تقرری اور عبد اللہ کی معزولی کا فرمان لکھ دیا۔ اور محمد بن ابو بکر
مصر کی طرف روانہ ہوئے۔ اور بہت سے مہاجرین و انصار بھی ان کے ہمراہ ہو گئے۔
تاکہ عبد اللہ بن ابو سرح اور ان کے درمیان جو کچھ واقعات گذریں اُن
کو بچشم خود دیکھ آئیں +

یہ قافلہ تیسری منزل پر پہنچا تھا کہ پیچھے سے ایک حبشی غلام آیا جو نہایت تیزی کے
ساتھ اپنی سانڈنی کو اڑائے لئے جاتا تھا۔ اور اس کی چال ڈھال سے یہ معلوم ہوتا تھا
کہ یا تو کسی کا قاصد ہے یا کہیں سے بھاگ کر آیا ہے۔ صحابہؓ نے اُسے پکڑ لیا۔ اور اُسے
پوچھا کہ تو کہاں جاتا ہے؟ اس نے کہا کہ میں عامل مصر کے پاس امیر المومنین رض کا خط لئے
جاتا ہوں۔ ایک شخص نے کہا کہ عامل مصر تو یہیں موجود ہیں۔ وہ خط دیدے۔ اس
نے محمد بن ابو بکر کو دیکھ کر کہا کہ میرے مکتوب الیہ یہ نہیں ہیں۔ آخر محمد بن ابو بکر نے خود اُس
سے دریافت کیا کہ تو کون ہے؟ وہ غلام کچھ گھبرا گیا۔ کبھی تو کہتا تھا کہ میں امیر المومنین کا غلام
ہوں۔ اور کبھی مروان کا کہتا۔ مگر ایک شخص نے پہچان کر کہا کہ یہ امیر المومنین ہی کا غلام ہے
محمد بن ابو بکر نے پوچھا کہ تجھے کس کے پاس اور کیوں بھیجا ہے؟ اس نے کہا کہ عامل مصر
کے خط دیکر بھیجا ہے۔ انہوں نے کہا کہ وہ خط دکھا۔ تو اس نے کہا کہ میرے پاس خط نہیں
ہے۔ اس کی تلاشی لی تو وہ خط نہ ملا۔ لیکن اس کے مشکیزہ میں کچھ ہلتا ہوا معلوم ہوا۔ اس کو
چیرا تو اس میں سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا خط نکلا۔ محمد بن ابو بکر نے اپنے تمام ہمراہیوں
کو جمع کیا۔ اور وہ خط کھولا۔ تو اُس میں عبد اللہ بن ابو سرح کو لکھا تھا کہ جب محمد بن ابو بکر اور
فلاں فلاں اشخاص تیرے پاس آویں تو ان کو کسی حیلہ سے قتل کر ڈال۔ اور ان کے فرمان
تقرر کو باطل سمجھ۔ اور تا ہدایت ثانی اپنی حکومت پر قایم رہو۔ اور جو کوئی تیری شکایتیں لیکر
یہاں آئے ان کو بھی قتل کردے۔ یہ خط پڑھکر سب لوگ دنگ رہ گئے۔ اور وہیں
سے مدینہ کو واپس ہوئے +

مدینہ شریف میں پہنچکر طلحہ، زبیر، علی، سعد اور دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم کو جمع کیا۔ اور خط اُن
کو ملاحظہ کرایا۔ اور تمام قصہ بیان کیا۔ سب لوگوں کو سخت غصہ آیا۔ اور ابن مسعود ابو ذر
اور عمار کے معاملے کو یاد کر کے یہ آگ اور بھی بھڑک اٹھی۔ اور لوگوں نے حضرت عثمان رض کے

مکان کا محاصرہ کرلیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ یہ دیکھ کر مع طلحہ۔ زبیر۔ سعید۔ عمار و دیگر صحابہ کے وہاں پہنچ گئے۔ اور غلام کو دکھا کر آپ سے پوچھا۔ کہ یہ غلام اور اونٹنی کس کی ہے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میری ہے۔ پھر خط دکھا کر پوچھا کہ کیا یہ آپ نے لکھا تھا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بحلف فرمایا کہ نہ میں نے یہ خط لکھا ہے اور نہ لکھوایا۔ نہ مجھے کچھ اسکا علم ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ اسپر مہر کسکی ہے؟ آپ نے فرمایا کہ بیشک مہر میری ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ غلام بھی آپکا۔ اور اونٹنی بھی آپ کی۔ اور خط پر مہر بھی آپ کی۔ آپکو کچھ اس کا حال معلوم نہ ہو۔ یہ کیونکر ہو سکتا ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے قسم کھا کر کہا کہ نہ میں نے یہ خط لکھا۔ اور نہ اس کے لکھنے کا حکم دیا۔ اور نہ میں نے غلام کو دیکر بھیجا۔ بعد ازاں وہ مروان کی تحریر پہچانی گئی۔ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر اس معاملہ میں شک کیا گیا۔ اور آپ سے کہا گیا کہ مروان کو ہمارے سپرد کر دیجئے۔ مگر آپ نے اُس کے سپرد کرنے سے انکار کر دیا۔

آخر تمام صحابہ ناخوش ہو کر وہاں سے چلے آئے۔ اور اُن میں سے بعض کہنے لگے۔ کہ حضرت عثمانؓ سچے ہیں۔ وہ جھوٹ نہیں بولتے۔ اور بعض نے کہا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شک سے بری نہیں ہو سکتے تاوقتیکہ مروان کو ہمارے سپرد نہ کریں۔ اور ہم اس سے اطمینان نہ کرلیں۔ اور معلوم کرلیں کہ اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے کا کیوں حکم دیا گیا۔ اگر اس میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا قصور ہوگا تو ہم اُن کو معزول کر دینگے۔ اور اگر مروان کی شرارت معلوم ہوئی تو اسکو سزا دینگے۔ مگر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بخوف قتل مروان کو سپرد کر دینے سے قطعی انکار کر دیا۔ اسپر لوگوں نے پوری طرح محاصرہ کرلیا۔ اور پانی اندر جانا بند کر دیا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے دیوار پر جھانک کر پوچھا کہ یہاں علیؓ بھی ہیں؟ لوگوں نے کہا کہ نہیں۔ آپ نے فرمایا کہ کوئی اتنا کام کرے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اس حال کی خبر دیدے۔ اور ہم پیاسوں کو پانی پلادے۔ چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خبر دی گئی۔ آپ نے فوراً تین مشکیزے پانی آپ کے یہاں بھیجدیئے۔ مگر یہ پانی اسوقت تک حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تک نہ پہنچا جب تک کہ بنو ہاشم اور بنو امیہ کے چند غلاموں کو زخم نہ لگ گیا۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اطلاع ملی کہ اگر مروان نہ سپرد کیا گیا۔ تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ضرور شہید کردیئے جائینگے۔ اس لئے آپ نے حضرت حسنؓ و حسینؓ کو حکم دیا کہ تم تلواریں لئے ہوئے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دروازے پر کھڑے رہو۔ اور کسی کو اندر نہ گھسنے

دو۔ حضرت زبیر و طلحہ و دیگر حضرات نے بھی اپنے اپنے صاحبزادوں کو اسی ہدایت کے ساتھ وہاں بھیجدیا۔ ان سب نے کسی کو اندر نہ گھسنے دیا۔

یہہ دیکھ کر بلوائیوں نے تیر چلانے شروع کیے حتیٰ کہ حضرت حسنؓ کے خون بہنے لگا۔ محمد بن طلحہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے غلام قنبر نے بھی زخم کھایا۔ اور مروان کے بھی گھر میں بیٹھے بیٹھے تیر لگا۔ محمد بن ابی بکر نے سوچا کہ کہیں حسن و حسین کا حال دیکھ کر بنو ہاشم نہ بگڑ بیٹھیں۔ اور فتنہ برپا ہو جائے۔ اور اُلٹی آنتیں ہمارے گلے پڑیں اسلئے بہتر یہ ہے کہ اس فتنہ سے پہلے ہی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا کام تمام کردیا جائے اس مشورے میں دو اور آدمی بھی آپ کے ساتھ ہو لیے۔ اور ساتھ کے گھر سے پھلانگ کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر جا پہنچے۔ اسوقت آپ اور آپ کی حرم محترم تنہا مکان میں تھے۔ باقی سب لوگ کوٹھے پر تھے۔ محمد بن ابی بکر نے کہا کہ ان کی بیوی ان کے پاس ہے پہلے میں جاتا ہوں۔ چنانچہ وہ تنہا وہاں پہنچے۔ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو ڈاڑھی سے پکڑ لیا۔ آپ نے فرمایا کہ اگر تیرا باپ اس حالت میں تجھے دیکھتا۔ تو کیا کہتا۔ اس بات کے سنتے ہی محمد بن ابی بکر نے آپ کی ڈاڑہی چھوڑ دی۔ اور معافی مانگی۔ اور وہاں سے چلے آئے۔ مگر اُن کے ساتھیوں نے آگے بڑھکر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا کام تمام کر دیا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی زوجہ محترمہ چیخنے لگیں۔ لیکن چونکہ شور و غوغا بہت ہو رہا تھا۔ کسی نے اُن کی آواز نہ سُنی۔ آخر وہ کوٹھے پر چڑھیں اور باآواز بلند کہا کہ امیر المومنین قتل کر دیئے گئے۔ لوگ دوڑ پڑے۔ دیکھا تو واقعی حضرت عثمانؓ مذبوح پڑے ہیں۔ جب یہ خبر حضرت علی۔ طلحہ۔ زبیر اور سعد وغیرہ اہالیان مدینہ کو پہنچی۔ تو وہ بھی مدہوشانہ بھاگے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے صاحبزادوں سے پوچھا۔ کہ جب تم دونوں دروازے پر موجود تھے۔ تو امیر المومنین کیسے قتل کر دیئے گئے۔ یہ فرما کر حضرت حسنؓ کو دھپڑ اور حضرت حسینؓ کو مکا مارا۔ اور محمد بن طلحہ اور عبد اللہ بن زبیر کو بھی سخت و سُست کہا۔ اور سخت غصہ میں اپنے مکان پر تشریف لے گئے۔

ابن عساکر فرماتے ہیں۔ کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا قاتل اہل مصر سے ایک نیلی چشم سُرخ رنگ شخص جار نامی تھا۔

جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ محصور تھے۔ تو ان کے پاس مغیرہ بن شعبہ نے

جاکر کہا کہ افسوس آپ پر خلیفۂ وقت ہوتے ہوئے یہ مصیبت آئی ہے۔ آپ تین باتوں سے ایک تجویز کیجئے۔ یا تو نکل کر ان لوگوں سے لڑیئے۔ آپ کے حمایتی بھی بہت ہیں۔ اور آپ حق پر ہیں۔ اور آپ کے مخالفین باطل پر۔ یا کسی دروازے سے نکل کر آپ اپنی اونٹنی پر سوار ہو جائیے۔ اور مکہ شریف جا پہنچیے۔ وہاں بوجہ حرم کے وہ آپ کو ضرر نہ پہنچا سکینگے ورنہ آپ شام کو چلے جائیے۔ وہاں معاویہؓ ہیں وہ آپ کی مدد کرینگے۔

آپ نے فرمایا۔ میں لڑائی کیلئے نہ نکلوں گا۔ کیونکہ یہ مجھ سے نہیں ہو سکتا۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا خلیفہ ہو کر مسلمانوں کا خون کروں۔ مکہ شریف میں بھی نہیں جانا چاہتا۔ کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ جو شخص حرم میں فتنہ و فساد کرائے۔ اُس پر نصف عالم کا عذاب ہو گا۔ میں اس وعید کا مورد نہیں بننا چاہتا۔ باقی۔ رہا شام کو جانا۔ مجھ سے یہ بھی نہ ہو گا۔ کہ میں اپنی دار ہجرت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمسائیگی کو چھوڑ دوں۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت وسط ایام تشریق ۳۵ھ ہجری میں واقع ہوئی ہے۔ اور بقولے روز جمعہ اٹھارہ (۱۸) ذی الحجہ ۳۵ھ ہجری۔ آپ کو شب شنبہ مابین مغرب اور عشاء اور حش کوکب واقع مقام بقیع میں دفن کیا گیا۔ سب سے پہلے آپ کا مزار ہی بقیع میں بنا تھا۔

آپ کی مدتِ عمر میں بہت اختلاف ہے۔ چنانچہ اسی (۸۰) سال سے لیکر نوے سال تک بتلائی جاتی ہے۔ آپ کی وصیت کے موافق حضرت زبیرؓ نے نماز جنازہ پڑھائی اور انہوں نے آپ کو قبر میں اتارا۔

ابن عدی اور ابن عساکر نے بروایت حضرت انس رضی اللہ عنہ مرفوعاً بیان کیا ہے کہ جب تک حضرت عُثمان رضی اللہ عنہ زندہ تھے۔ خُدا کی تلوار میان میں تھی۔ لیکن آپکی شہادت کے بعد ایسی میان سے نکلی ہے کہ قیامت تک برہنہ ہی رہے گی۔

یزید بن ابوحبیب کہتے ہیں کہ جن لوگوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر چڑھائی کی سب کے سب دیوانے ہو گئے۔ حذیفہؓ کہتے ہیں کہ سب سے پہلا فتنہ قتل حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تھا۔ اور سب سے آخری دجال۔ واللہ جو شخص حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت پر ذرا بھی خوش ہو گا۔ وہ اگر دجال کا زمانہ پائیگا۔ تو اُس پر ایمان لے آئیگا ورنہ قبر میں اس کا متبع ہو گا۔

حضرت ابن عباسؓ فرماتے تھے کہ اگر خون عثمان رضی اللہ عنہ کا مطالبہ نہ کیا جاتا۔ تو

آسمان سے پتھر برستے ۔

محمد بن سیرین کہتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد فرشتوں نے جنگ میں مسلمانوں کی مدد کرنی چھوڑ دی۔ اختلاف رویت ہلال حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل کے بعد پڑا۔ اور شفق آسمان میں حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد نظر آنے لگی ۔

عبد الرحمن بن مہدی کہتے ہیں کہ دو صفتیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ میں ایسی تھیں کہ حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ میں نہ تھیں۔ اوّل شہادت کے وقت تک صبر کرنا۔ اور دوسرے ایک مصحف پر تمام مسلمانوں کو جمع کرنا ۔

مراثی

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا مرثیہ بہت سے لوگوں نے کہا۔ منجملہ اُن کے حضرت حسان ہیں۔ چنانچہ ایک مرثیہ کا ترجمہ حسب ذیل ہے:-

تم نے کفار اور دشمنان کفار کی لڑائی اور جہاد کو ترک کیا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف کے پاس سے تم لڑے ۔ تم نے یہ بُری راہ اختیار کی۔ اور مسلمانوں کے طریقہ کو چھوڑ دیا۔ اور یہ بُرا کام تو کام عمداً مرید کے مرتکب ہونیوالے کا ہے۔ اب تم مدینہ کو آؤ تو ہم تمہارے سرداروں کی خوب مہمانی بجا لائیں۔ اور مدینہ کے گرد جو اینٹیں پتھر پڑے ہیں اُن سے تم کو دفع کریں۔ اگر تم تامل کرو۔ اور غور سے سوچو تو تمہارا یہ سفر اپنے خلیفہ امیر کے قتل کرنے میں راہ راست سے دُور ہے۔ اور تم نے راہ راست نہ پائی۔ اصحاب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم بروز شہادت قربانیوں کیطرح مسجد کے دروازہ پر مذبوح پڑے تھے۔ جناب ابو عمرو عثمانؓ کی مصیبت پر روتا ہوں۔ جو بقیع غرقد میں لیٹے ہوئے ہیں"۔

مرثیہ کعب بن مالک

"حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے دروازہ بند کر لیا۔ اور لڑائی سے ہاتھ روک لئے۔ اور یقین کیا کہ اللہ تعالےٰ بلوائیوں کے فعل سے غافل نہیں۔ اور آپ نے اپنے گھر والوں سے فرمایا کہ ان سے نہ لڑو جو لڑے گا اللہ اس سے معاف نہ فرمائیگا۔ میں اللہ کو ان لوگوں پر کافی جانتا ہوں [illegible]

عداوت اور بغض آپ کے سلوک کرنے اور ملانے کے بعد اُن سے اللہ خود سمجھ لیگا۔ اور میں دیکھ رہا ہوں۔ کہ جیسے اُن کی طرف پیٹھ پھیر لی ہے۔ اور اُن سے چلی گئی۔ جیسے بگولوں کی ہوا ایک دم میں چلی جاتی ہے"۔

آپ کے شمائل و خصائل اور افعال و اقوال

حلیہ مبارک قد موزون آپ کا مائل بہ درازی تھا جو سرداری کی خاص نشانی ہے۔ سر متوسط تھا۔ اور اس پر بال بہت سے تھے۔ ڈاڑھی بڑی۔ بالوں کو کبھی حنا سے رنگا کرتے تھے۔ چہرے پر کسی قدر آثار چیچک تھے۔ بازو چوڑے۔ سینہ فراخ اور چوڑا تھا۔ رنگ گندم گوں۔ اور پنڈلیوں پر گوشت۔ اور اعضاء متناسب تھے۔ گویا کہ سانچے میں ڈھلے تھے۔

ایک روایت میں آیا ہے کہ جبرائیل علیہ السلام نے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ اگر آپ کو ایک ایسا شخص جو حضرت یوسف علیہ السلام کے ہمشکل ہے دیکھنا منظور ہو تو آپ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو دیکھئے۔

ابن عدی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں۔ کہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی صاحبزادی اُم کلثوم کا نکاح حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ کر دیا۔ تو آپ نے اپنی صاحبزادی سے فرمایا۔ اے اُم کلثوم تمہارے شوہر (عثمانؓ) صورت و شکل میں تمہارے دادا ابراہیم علیہ السلام اور تمہارے باپ محمد صلے اللہ علیہ وسلم سے بھی صورت و شکل میں بہت ملتے جلتے ہیں۔

وضع لباس آپ کا لباس سادہ فقیرانہ تھا۔ پرانے پیوند لگے کپڑے زیب بدن فرماتے اور باوجود ثروت و مال ظاہری کے نفیس و قیمتی پوشاک سے کم رغبت تھی۔ البتہ کبھی کبھی واسطے اظہار نعمت خداوندی و ادائے شکر کے نفیس پوشاک مطرز منقش قیمتی دو سو درم تک پہن لیا کرتے تھے۔

فیاضی و سخاوت آپ نہایت فیاض اور سخی تھے۔ چنانچہ تاریخ طبری میں لکھا ہے۔ کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اپنے زمانہ خلافت میں ہر سال حج کو جاتے تھے۔ اور مقام منا میں آپ کا خیمہ نصیب ہوتا تھا۔ جب تک آپ حاجیوں کو کھانا نہ کھلا لیتے لوٹ کر خیمہ میں نہ آتے تھے۔ اور یہ جملہ مصارف اپنے مال سے ادا کرتے بیت المال سے

اُسے کچھ تعلق نہ تھا +

مسجد نبوی کی توسیع و تعمیر بحکم جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جناب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ہی کی۔ یہ کام بھی آپ کے جود و سخا کا ایک نمونہ ہے بیئر رومہ کو جو مدینہ میں ایک کنواں تھا آپ نے اُس کے مالک یہودی سے خرید کر مسلمانوں کیلئے وقف کر دیا۔ اس سے پہلے مسلمانوں کو پانی مول لیکر پینا پڑتا تھا۔ اِس کنوئیں کو آپ نے پینتیس ہزار کو خریدا تھا +

علاوہ اس فیاضی کے صدقات و خیرات میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا ہاتھ بہت کھلا ہوا تھا۔ کتب تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ جو دو سخا میں جو مرتبہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو حاصل تھا وہ بہت کم کسی کو نصیب ہوا ہوگا +

بیشمار لونڈیاں اور غلام آپ نے راہ خدا میں آزاد کیے۔ آپ کا معمول تھا کہ ہر جمعہ کو کو ایک غلام ضرور فی سبیل اللہ آزاد فرمایا کرتے تھے اگر کسی جمعہ کو اتفاقاً غلام آزاد کرنے کی نوبت نہ آتی تو دوسرے جمعہ کو دو غلام آزاد کرتے تھے +

صلوٰۃ و صیام آپ کی نماز نہایت خشوع و حضور قلب کے ساتھ ہوتی۔ باوجود اس اہتمام تام کے ہر نماز کے بعد بخوفِ عدم قبول ستر مرتبہ استغفار کیا کرتے۔

آپ اکثر راتیں مقام ابراہیم میں بحالت نماز صبح کرتے تھے کبھی اول شب چند ساعت استراحت فرما لیتے۔

کرامات

کرامات آپ سے بکثرت صادر ہوئی ہیں۔ ہم یہاں چند کا ذکر کرتے ہیں۔ روایت ہے کہ ایک شخص کسی عورت اجنبیہ کو بنظرِ شہوت دیکھ کر اسی وقت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے بمجرد ملاحظہ فرمایا افسوس میرے پاس بعض ایسے لوگ آتے ہیں جن کی آنکھوں میں زنا کا اثر ہوتا ہے۔ اس شخص نے تعجب سے کہا کیا آپ پر وحی نازل ہوتی ہے۔ آپ نے فرمایا نہیں۔ بلکہ سچی بات چھپی نہیں رہتی +

نافع روایت کرتے ہیں کہ جہجا غفاری نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا عصائے مبارک ہاتھ میں لیکر بے ادبانہ اپنے گھٹنے پر رکھکر توڑ ڈالا تھا۔ اس کے پاؤں میں زخم ہو گیا۔ اور اس نے اسقدر سرایت کی۔ کہ سارا بدن گل گیا +

داخل ہوئے۔ اور فرمایا۔ عنقریب یہاں ایک مرد صالح دفن ہوگا۔ چنانچہ سب سے پہلے آپ ہی وہاں دفن ہوئے ÷

یزید بن حبیب روایت کرتے ہیں۔ مجھ کو تحقیق طور سے معلوم ہوا ہے۔ کہ جو لوگ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے محاصرہ میں اور آپ کے قتل میں شریک ہوئے اکثر دیوانے ہو کر مرے ہیں ÷

آپ کے کلماتِ حکمت آیات

آپ اپنے عہد خلافت میں اکثر اوقات وعظ فرمایا کرتے تھے۔ تہذیب اخلاق کے بارے میں تاکید بلیغ کرتے۔ نکات دقیقہ اور معارف خفیہ بیان فرماتے۔ ہم یہاں آپ کے چند کلمات ذکر کرتے ہیں ÷

(۱) خداوند تعالیٰ کے ساتھ معاملہ تجارت کرو۔ پورا نفع پاؤ گے ÷

(۲) حدود شرعیہ کی حفاظت۔ وعدے وفا کرنا۔ جو کچھ پاس موجود ہو۔ اُس پر راضی وشاکر رہنا۔ جو شے گم ہو جائے یا پاس نہ ہو اُس پر صبر کرنا۔ یہی عبودیت ہے ÷

(۳) نیک اعمال جن کے کرنے پر قدرت رکھتے ہو اپنی موت آنے سے پہلے کرلو ÷

(۴) دُنیا کا قیام و مدار محض دھوکے پر ہے۔ ہوشیار ہو تم کو دنیا فریب نہ دے اور خدا کے ڈر سے تم کو شیطان نہ بھلاوے ÷

(۵) دُنیا کا غم تاریکی ہے۔ اور آخرت کی فکر نور ہے ÷

(۶) جس کو دُنیا مثل قید خانہ کے گذرے۔ اُس کو قبر میں راحت و آرام ہے ÷

(۷) بہترین اشخاص وہ ہے جو خود بُرے کاموں سے بچے۔ اور اللہ کی کتاب اور اس کے احکام کے ساتھ چنگل مارے۔ اور اُن پر عمل کرے ÷

(۸) متقی کی علامت یہ ہے کہ تمام جہان کو خیال کرے کہ وہ نجات پاگیا۔ اور اپنے نفس کو سمجھے کہ ہلاک ہوا ÷

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی اوّلیات

آپ نے اپنے خلافت میں مواضع و زمین کا جاگیریں دینا مقرر فرمایا۔ آپ سے پہلے

یہ دستور نہ تھا +

جانوروں کے واسطے چراگاہیں علیحدہ متعین ہوئیں +

مسجد پختہ بنانا۔ اور اُس کی آرائش کرنا آپ کی ہی ایجاد ہے +

مؤذنوں کی تنخواہ آپ نے ہی مقرر فرمائی +

صاحب نصاب آدمیوں کو حکم دیا کہ زکوٰۃ بطور خود ادا کیا کریں۔ آپ سے پہلے زکوٰۃ لینے کے لیئے عامل مقرر تھے +

آپ نے اپنے عہد میں کوتوال مقرر کئے +

مسجد میں حجرہ بنانے کی ابتدا آپ سے ہی ہوئی +

آپ نے ہی اُمت محمدیہ کو ایک قرآن مجید پر متفق کیا +

ازواج و اولادِ جناب ذی النورین رض

امیر المومنین جناب عُثمان ذی النورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے زمانہ جاہلیت و اسلام میں آٹھ بیویاں کیں۔ ان میں سے دو جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیاں بی بی رقیہ اور اُم کلثوم ہیں۔ پہلے آپ کا عقد بی بی رقیہ سے ہوا +

حضرت رقیہ کے باب میں اختلاف ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیوں میں آپ بڑی ہیں یا حضرت زینب۔ قول صحیح یہ ہے کہ جناب زینب سب سے بڑی ہیں۔ جس وقت بی بی رقیہ رض پیدا ہوئیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تینتیس ۳۳ برس کے تھے +

اوّلاً حضرت رقیہ رض اور اُم کلثوم دونوں صاحبزادیوں کے عقد ہو چکے تھے بی بی رقیہ رض کا نکاح عتبہ بن ابی لہب سے اور بی بی اُم کلثوم کا نکاح عتیبہ بن ابی لہب سے ہوا تھا۔ بعض روایات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت رقیہ عتبہ کے نکاح میں تھیں۔ جب اُس نے طلاق دیدی تو پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے ان کا نکاح ہوا ان کے بطن سے ایک لڑکا پیدا ہوا تھا جس کا نام عبداللہ رکھا گیا۔ مگر وہ لڑکا چھ ۶ برس کا ہو کر ۴ سنہ ہجری میں بمقام مدینہ منورہ انتقال کر گیا۔ اور حضرت رقیہ نے بعارضہ چیچک ۲ سنہ ہجری میں بوقت جنگ بدر انتقال فرمایا +

دوسری بیوی حضرت اُم کلثوم بی بی رُقیہ کی بہن ہیں۔ حضرت رقیہ کے انتقال کے بعد رسول اللہ علیہ وسلم نے اپنی دوسری بیٹی کا نکاح آپ سے ۳ سنہ ہجری میں

کردیا۔ ۹ سنہ ہجری میں اُنہوں نے بھی انتقال فرمایا۔ ان کے مرنے سے آپ کو کمال صدمہ ہوا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ اگر میری تیسری بیٹی بھی ہوتی تو میں تم سے اُس کا نکاح کر دیتا۔ اُن کے بطن سے بھی کوئی اولاد نہیں ہوئی +

تیسری بیوی فاختہ بنت غزوان ہیں۔ ان سے عبداللہ اصغر پیدا ہوئے۔ لیکن عالم طفولیت میں ہی مر گئے +

چوتھی اُمّ عمرو بنت جندب بن عمرو بن حُممہ دوسیہ ہیں۔ ان کا نام معلوم نہیں کنیت سے مشہور ہیں۔ ان کے بطن سے چار اولاد ہیں۔ خالد۔ ابان۔ عمرو۔ مریم معلوم ہوتا ہے کہ یہ نکاح قبل اسلام کے ہوا۔ عمرو بھی اسی زمانہ میں تولّد ہوئے۔ کیونکہ آپ کی کنیت قبل اسلام ابو عمرو تھی۔ جب بعد اسلام بی بی رقیہؓ سے عقد ہوا۔ اور ان سے عبداللہ پیدا ہوئے تو ابو عبداللہ کنیت کی +

پانچویں فاطمہ بنت ولید بن مغیرہ مخزومیہ ہیں۔ ان سے ولید سعید دو لڑکے تیسری لڑکی اُمّ سعید ہیں +

چھٹی اُمّ البنین بنت عیینہ بن حصن فزاریہ ہیں۔ ان سے صرف عبدالملک پیدا ہوئے۔ اور لڑکپن میں ہی انتقال ہو گیا +

ساتویں رملہ بنت شیبہ بن ربیعہ ہیں ان کے بطن سے تین لڑکیاں ہوئیں عائشہ۔ اُمّ ابان۔ اُمّ عمرو +

آٹھویں بیوی۔ نائلہ بنت فرافصہ بن احوص کلبیہ ہیں۔ ان کا مذہب نصرانی تھا پھر اسلام لائیں۔ ۲۸ سنہ ہجری میں جناب عثمان رضی اللہ عنہ سے نکاح ہوا بعضے کہتے ہیں کہ مریم بنت عثمان رضی اللہ عنہ نائلہ کے بطن سے ہیں۔ اور بعض کہتے ہیں۔ کہ اُمّ البنین چھٹی بیوی سے دو اولاد ہیں۔ عبدالملک۔ عتبہ۔ اور نائلہ کے بطن سے عنبسہ ہے۔ ایک لڑکی بھی ہیں جو اُمّ البنین کے لقب سے مشہور ہیں۔ اور عبداللہ بن یزید بن ابی سفیان کے نکاح میں آئیں +

وقت شہادت چار بیویاں آپ کے نکاح میں تھیں۔ رملہ۔ نائلہ۔ اُمّ البنین فاختہ۔ اُمّ البنین کو آپ نے حالت محاصرہ میں طلاق دیدی تھی +

بروایت ابن اثیر یہ جملہ ازواج و اولاد آپ کی زمانہ اسلام و جاہلیت کے ہیں و بروایت خمیس جملہ اولاد سولہ ہیں نو لڑکے اور سات لڑکیاں۔ (اولاد ذکور) عبداللہ معروف باصغر۔ عبداللہ اکبر۔ بی بی رقیہ کے بطن سے پیدا ہوئے۔ اور بچپن میں

بیمار ہو کر مر گئے۔ دوسرے عبد اللہ اکبر فاختہ کے بطن سے پیدا ہوئے۔ تیسرے عمرو سب میں بڑے اور ان کی اولاد ذی شرافت مشہور ہے۔ مروان نے ان کو شام میں طلب کیا مگر یہ نہ گئے۔ بمقام منیٰ ان کا انتقال ہوا ہے۔ چوتھے ابان کنیت ان کی ابو عبد اللہ یا ابو سعید مدنی ہیں، آپ بہت سی احادیث کے راوی ہیں۔ جنگِ جمل میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ تھے۔ عہد خلافت عبد الملک میں مدینہ منورہ کے حاکم رہے۔ عارضۂ فالج میں مبتلا ہو کر عہد خلافت یزید ۱۰۵ھ میں انتقال کیا۔ ان کی اولاد بہت ہوئی۔ اندلس میں بھی ان کی اولاد ہے۔ پانچویں خالد۔ ان کے اور ان کی اولاد کے پاس وہ مصحف تھا۔ جس پر جناب عثمان رضی اللہ عنہ کا خون گرا تھا۔ خلافت عثمان میں ہی فوت ہوئے۔ ان سے بھی سلسلۂ اولاد قائم ہوا۔ یہ تینوں ام عمرو بن جندب کے بطن سے ہیں۔ چھٹے سعید۔ ساتویں ولید فاطمہ کے بطن سے۔ سعید کی کنیت ابو عثمان تھی۔ امیر معاویہ نے ان کو خراسان کا حاکم کیا تھا۔ یہ وہیں شہید ہوئے۔ مختصر میں ہے کہ سعید نے سمرقند فتح کیا۔ اور اس جنگ میں ان کی ایک آنکھ جاتی رہی۔ آٹھویں عبد الملک بطن اُمّ البنین سے پیدا ہوئے۔ اور عالم طفلی میں انتقال کیا۔ نویں مغیرہ اسمار بنت ابی جہل بن ہشام کے بطن سے پیدا ہوئے +

اولاد اناث

مریم کبریٰ۔ اُمّ عمرو سے پیدا ہوئیں۔ اُمّ سعید کی بہن عبد اللہ کے نکاح میں آئیں۔ عائشہ۔ ان کا نکاح حارث بن حکم بن عاص سے ہوا۔ بعد ان کے عبد اللہ بن زبیر نے نکاح کیا۔ اُمّ ابان۔ مروان بن ولید بن عتبہ بن ابی معیط سے نکاح ہوا۔ اُمّ عمرو۔ یہ تینوں رملہ سے ہیں۔ مریم صغریٰ۔ نائلہ کے بطن سے۔ عمرو بن ولید بن عتبہ بن ابی معیط سے نکاح ہوا۔ اُمّ البنین یہ لونڈی سے پیدا ہوئیں۔ بروایت ریاض النضر اور مختصر کی روایت سے ایک اور لڑکی ہیں۔ عمرہ بنت عثمان نام یہ سعید بن العاص کے عقد میں آئیں۔ اور انہیں کے پاس انتقال کیا۔ پھر سعید نے مریم کبریٰ سے نکاح کیا۔ جب وہ انتقال کر گئے تو مریم کبریٰ کا عقد عبد الرحمٰن بن حارث بن ہشام مخزومی سے ہوا۔ اور انہیں کے پاس وفات پائی +

خاتمہ

مطاعن حضرت عثمان ذوالنورینؓ مع جوابات الزامی و تحقیقی

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر لوگ کئی اعتراضات کیا کرتے ہیں۔ کہ اُنہوں نے اپنے رشتہ داروں کو بڑے بڑے عطیّے دیئے۔ اور اُنہیں شہروں کا حاکم مقرر کیا۔ حالانکہ اُن سے حرکاتِ شنیعہ بھی صادر ہوئیں۔ چنانچہ ولید بن عقبہ نے شراب پی۔ اور عبداللہ بن ابی سرح نے محمد بن ابی بکر کو مارا پیٹا۔ اور اہانت کی۔ اور معاویہ رضہ نے بغاوت کی۔ عبداللہ بن مسعود کی اہانت کی۔ قرآن شریف کو جلا دیا۔ ابوذر کو جلا وطن کر دیا۔ عبداللہ بن عمر سے قصاص نہ لیا۔ جنگِ اُحد میں بھاگ گئے وغیرہ وغیرہ ✠

ان اعتراضات کا جواب دو طرح سے دیا جا سکتا ہے۔ ایک الزامی دوسرا تحقیقی الزامی جواب تو یہ ہے کہ ایسی باتیں تو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی واقع ہوئی ہیں۔ چنانچہ آپ نے اپنے رشتہ داروں کو یمن و عراق وغیرہ ممالک میں امیر بنایا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلوں سے قصاص لینے میں بہت توقف کیا۔ ابوموسیٰ اشعری اور ابومسعود انصاری کی اہانت کی۔ مسلمانوں کا خون بہانے کا باعث ہوئے۔ غزوۂ تبوک میں حاضر نہ ہوئے۔ قصۂ افک میں شریک تھے وغیرہ وغیرہ۔ پس جو جواب تم ان اعتراضات کا دوگے۔ بعینہٖ وہی جواب ہم دینگے۔ اب ہم ان اعتراضوں کا تحقیقی جواب لکھتے ہیں ✠

طعن اوّل۔ اپنے اقارب کو عطائے جزیلہ دیتے تھے ✠

(جواب۔) صلہ رحمی اور سخاوت ان خصلتوں سے ہے جن سے شرعاً اور عقلاً فضیلتِ کلیہ حاصل ہوتی ہے۔ جیسی سخاوت اور صلہ رحمی حضرت ذوالنورین رضی اللہ عنہ نے اپنے اقارب سے کی ہے۔ وہ کون کر سکتا ہے؟ یہ بات محل طعن اُس وقت ہو سکتی ہے جبکہ ثابت ہو جائے کہ اُنہوں نے یہ سب مال بیت المال

سے دبا تھا۔ اور یہ ممنوع ہے کیونکہ آپ کے تمول سے یہ بات بعید ہے +

(طعن ثانی) اپنے اقارب کو حاکم مقرر کیا +

(جواب) نصب وعزل خلیفہ کے اختیار میں ہوتا ہے۔ اگر خلیفہ کو اپنے اجتہاد سے یہ بات معلوم ہو جائے کہ فلاں شخص امارت کے قابل اور لائق ہے تو اس شخص کا حاکم بنانا اسپر لازم ہو جاتا ہے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے اقارب بہ نسبت دوسروں کی آپ کے زیادہ مطیع تھے۔ اور فوجی کام کے زیادہ لائق تھے۔ چنانچہ اُن کی فتوحات اس بات کی بیّن دلیل ہے +

(طعن سوم) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے اقارب سے حرکاتِ شنیعہ ظاہر ہوئیں +

(جواب) جو حرکتیں ان سے صادر ہوئیں وہ نہ آپ کے مشورے سے وقوع میں آئیں اور نہ آپ حرکات سے خوش تھے۔ اور خلافت میں علم غیب کا جاننا شرط نہیں۔ کہ آپ کو پہلے ہی اُن کا حال معلوم ہو جاتا۔ خلافت میں اجتہاد شرط ہے۔ سو اس میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کوتاہی نہیں کی +

(طعن چہارم) عبد اللہ بن مسعود کی اہانت کی۔ اور اس کے قرآن شریف کو جلا دیا +

(جواب) اِس معاملہ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ حق پر تھے۔ کیونکہ آپ نے اُمّت کی اصلاح اس میں دیکھی تھی۔ کہ حضرات شیخین کے مصحف پر انہیں جمع کیا جائے۔ مگر عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اس بات کو قبول نہیں کرتے تھے +

(طعن پنجم) موسم حج میں آپ نے چار رکعتیں پڑھیں۔ اور قصر نہ کیا +

(جواب) محدّثین کا مذہب بھی ہے کہ سفر میں قصر و اتمام دونوں امر جائز ہیں۔ اور حضرت ذو النورین کا بھی یہی مذہب تھا۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ خود حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر یہ اعتراض کیا گیا۔ تو آپ نے یہ جواب دیا کہ میں نے پوری نماز اسواسطے پڑھی ہے کہ لوگ میری حج کی نماز کو دیکھکر دو رکعات نماز پڑھنے لگے تھے۔ میں نے چار رکعتیں اسواسطے پڑھی ہیں تا کہ انہیں معلوم ہو جائے کہ اصل میں نماز معین اتنی رکعتیں ہیں +

(ان کے علاوہ اور بھی اعتراض ہیں۔ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب نے انکا جواب مفصّل قرۃ العینین میں لکھا ہے جسکو شوق ہو وہاں سے دیکھ لے)

اُستادِ مسمریزم

یعنی

رموزِ مسمریزم بالتصویر

مصنفہ ڈاکٹر بہادر خان صاحب ہومیوپیتھک میڈیکل پریکٹشنر سمرٹ لاہور اس کتاب میں وہ مشقیں درج ہیں جن پر عمل کرنے سے ہر ایک شخص پورا پورا عامل مسمریزم کا بن سکتا ہے اور ہر ایک شخص کو معمول کر سکتا ہے اور اپنے معمولوں کو اپنے ہمراہ اپنا تابع کر سکتا ہے اور اور ہر ایک مرض کا اس علم کے بذریعہ علاج کر سکتا ہے۔ زیادہ صفت کرنیکی ضرورت نہیں۔ ملاحظہ کر لیجیے اپنے جوہر خود بخود ظاہر کریگی لکھائی چھپائی اور کاغذ بڑا عمدہ قیمت صرف ..۶..

نسخہ و کشتہ جات جو تجربہ

کتاب التعویذات

بلانت و نوبذر و مخزن عملیات مع جنتری

یعنی

مترجمہ مولوی محمد بشیر صاحب صدیقی علی پوری۔ شائقین علم عملیات پر واضح کیا جاتا ہے کہ عملیات سینہ بسینہ چلا آتا ہے اس رسالہ عملیات کو فارسی قلمی کہنہ ہمیں ملا اور اُسکا تجربہ کرکے نہایت اعلیٰ درجہ کا مجرب پایا اس رسالہ کو مصنف موصوف سے اردو ترجمہ کرا کر آسان طریقہ پر کر دیا ہے اور ایسی شرح بھی تیار کر دی ہے کہ طالب علم خود بخود منزل مقصود پر پہنچ سکتا ہے علم حب کے اسباب بےنظیر ہے کہ سنگدلوں کو موم کرنے والا تیر اثر رسالہ ہے تیر نگاہ کے زخمی عاشقوں اور پیچیدہ پیچیدہ بیماریوں کے مایوس العلاج کیواسطے مرہم کا حکم رکھتا ہے ہر طرح کی عملیات اس کتاب میں کوٹ کوٹ کر بھرے ہیں جیسا کہ حاجتمندوں کو پورا کیا ہے دشمنوں کو دوست بنانا مقدمات میں فتح پانا بچھڑے ہوے دوست کی ملاقات کرانا بذریعہ عملیات بیماری کا علاج کرنا اس رسالہ کے ادنیٰ کرشمہ سے ہی زیادہ تعریف بے سود ہے یہ کتاب خود اپنی خریداری کیواسطے سفارش کرتی ہے لکھائی کاغذ چھپائی عمدہ قیمت ۵

مجربات عجائب یعنی تحفہ نایاب

شائقینو! ایک کتاب مجربات از بیاض حکمائے قدیم موسومہ بہ مجربات عجائب حصہ اوّل جس کو خادم الفضلاء والحکماء منشی اللہ رکھا صاحب قریشی خلف الرشید میاں حسین بخش صاحب قریشی سیالکوٹ نے بسعی بلیغ تیار کر کے ہدیہ ناظرین کیا ہے۔ کتاب مذکور میں بہت سی امراض کے نسخے جادو کا اثر مجرب سے ثابت اور درج ہیں قابل دید کتاب ہے قیمت صرف ۵

یہ کتابیں اور ہر قسم کے کتب ملنے کا پتہ ملک فضل محمد تاجر کتب لاہور کشمیری بازار

کلید اسرار

قیمت صرف

مسلی بزبان اردو

دربیان علم کیمیا۔ لیمیا۔ ہیمیا۔ سیمیا۔ ریمیا۔ دوستو اس کتاب

میں حکمائے قدیم کے مخفیہ اور سربستہ رازو عربی و فارسی کی قلمی و مطبوعہ مسودات کی جستجو سے اردو
زبان میں ترجمہ کرکے ظاہر کئے گئے ہیں اس کتاب میں انہیں نادر علوم کے متعلق ایک سے ایک بڑھکر نادر
عجیب و غریب حیرت انگیز اعجاز نما ۷۰۰ کرشمے درج ہیں۔ سب سے اول فاضل مؤلف نے علم ہیمیا
یعنی فن نیرنجات و نظربندی کو لیکر انسان کا دوسرے حیوانات کی صورت اختیار کرنا اڑتے دکھائی دینا۔ لوگوں
میں موجود رہکر ان کی نظرسے پوشیدہ رہ سکنا خشک درخت میں پھل لانا ان کی آن میں درخت
پیدا کر دکھانا۔ ہوا میں دشمن میں گھوڑے اور لشکر آتے دکھائی دینا بے آب و دانہ ہفتوں بلکہ مہینوں
جیتے رہ سکنا لوگوں کے راز معلوم کرنا کاغذ کو روپے یا سونا کر دکھانا۔ پانی پر چلنا مینہ برسانا بجلی چمکانا۔ لوگوں
اور حیوانات۔ روحانیات اور دشمنوں کے دلوں کو قابو میں لانا زمین کے خزانے اور عجائبات دیکھنے
اور جنوں کو حاضر کرکے حاجات بر لانے کے اعمال بیان کرتے ہوئے علم ریمیا یعنی فن شعبدات کو
شروع کیا ہے جیسے جلتی آگ و تنور میں بغیر تکلیف کے جا بیٹھنا۔ بغیر پانی اور آگ کے دوسرے تماشے مکانوں
اور چراغوں کے عجائبات ظاہر کرنیکی دوائیاں جنوں اور مخفیہ مالوں خزانوں کو معلوم کرنیکی بوٹیاں۔ بچھو
سانپ و شہد کی مکھیاں وغیرہ بوقت ضرورت خود پیدا کر لینے اور بال سیاہ و دراز کرنے عجیب و غریب
سرموں اور بیاہوں اور دھوئیاں کے حیرت انگیز کرشمے بتلا کر علم کیمیا یعنی فن اکسیر و رسائل چنانچہ دوسری
عام دھاتوں کو خالص سونا و چاندی بنانا۔ موتی لعل وغیرہ تیار کرنے اور اسکی کار آمد چیزوں کو
بغیر تکلیف بنانیکی ترکیب واضح کرتے ہوئے علم لیمیا یعنی فن طلسمات و سحر کا ذکر کیا گیا ہے
جیسے فراخی رزق۔ بادشاہوں کو اور عام لوگوں کے دل قابو میں لانے چوروں کو پکڑنے گم شدہ
چیز دوست کو واپس لانے۔ غائب شخص کا حال معلوم کرنے اور بروج و سیاروں کے خواص کا
علم حاصل کرنیکے طلسمات درج کرتے علم سیمیا یعنی تسخیرات کو آپ کیطرف متوجہ ہوئے ہیں جیسے
چاند سورج زہرہ مریخ زحل مشتری وغیرہ ستاروں اور ہر قسم کے جنوں اور پریزادوں کو عملیات اور
اون کے ذریعہ قابو میں لاکر ہر قسم کی حاجات بر لانے کے حالات ذکر کئے ہیں اس سے پہلے ایسے نادر
فنون میں کوئی ایسی جامع کتاب طبع نہیں ہوئی لکھائی چھپائی بہت عمدہ قیمت [illegible]